اسباب بغاوت ہند ۱۸۵۷ء

مؤلفہ

عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں صاحب بہادر
کے۔سی۔ایس۔آئی۔ایل۔ایل۔ڈی۔ایف۔ار۔ایس
بانی مدرستہ العلوم للمسلمین علیگڈھ
مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ
سابق صدر الصدور مراد آباد

بفرمایش

منشی فضل الدین ککّے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت
بازار کشمیری
لاہور

مطبوعہ مصطفائی پریس لاہور

قیمت فی جلد ۶ر

فہرست تصنیفات سید احمد خان صاحب بہادر مرحوم مغفور علیہ الرحمۃ

مجموعہ لکچرز و اسپیچز سر سید

مصنف مرحوم علیہ الرحمۃ کا مبارک نام ہی اس مجموعہ کی خوبیوں اور اوصاف کے واسطے کافی شہادت ہے اور اس کی توصیف اور تعریف میں کچھ بھی لکھنا سراسر بے ادبی اور اس کی کسر شان ہے۔ سر سید مرحوم علیہ الرحمۃ کے مبارک نام اور اُس کے مشن (مدعا) سے شاید ہی کوئی تعلیم یافتہ مسلمان ایسا ہو جو واقف نہ ہو۔ بے بہا کارنامے اُس مرحوم مغفور نے اسلامی پبلک کی ترقی تعلیم اور ہر قسم کی بہبودی کی خاطر اپنی گراں بہا پُر درد زندگی میں کئے۔ واقعی اس قابل ہیں کہ فی زمانہ یا آئندہ ہر ایک قسم کے قومی کاموں کی تمہید اُن کے مبارک نام سے تبرکاً و تیمناً شروع ہو۔ چنانچہ عموماً مرحوم مغفور کا ذکر خیر کسی نہ کسی طرح سے اس قسم کے قومی جلسوں میں آنا شروع ہو گیا ہے۔

اس کتاب مکمل مجموعہ لکچرز و اسپیچز سر سید میں۔ مرحوم کی تمام عمر فیاضی شروع سے لے کر اختتام تک بھری پڑی ہے جیسا کہ انہوں نے مختلف طریقہ سے مسلمانوں کی حالت گمنام کو روبا صلاح کرنے کی کوشش کی۔ ویسا ہی یہ لکچرز بھی بے نظیر دل اور دماغ کے طرح طرح کے نتیجوں سے مملو ہیں۔ جو شخص اس مرحوم ہیرو کی اولوالعزمی۔ استقلال۔ صبر و تحمل۔ بُردباری۔ انکساری اور عالی حوصلگی۔ نیز گاہے گاہے مایوسیوں کا وقتاً فوقتاً مُنہ دکھاتی رہی ہیں اندازہ کرنا چاہے۔ قوم اور قومی ہمدردی اور ملک کی بہتری۔ اسلام کی حمایت۔ سچی دلسوزی۔ صاف بیانی۔ اعلےٰ درجہ کی زبان اُردو کی تقریر و تحریر۔ تہذیب و اخلاق کا بے مثل بننے کے لئے اپنی آیندہ زندگی میں اس سے اچھا سبق سیکھنا چاہے۔ اس کے واسطے اس مجموعہ لکچرز و اسپیچز سے بڑھ کر کوئی ناصح مشفق اور رہبر کامل ہو نہیں سکتا۔ لقمان کی حکمت۔ ارسطو کا فلسفہ اور شکسپیر کی نکتہ رسی اس کے آگے معمولی قرار دیجا سکتی ہیں۔

یہ بے بہا ذخیرہ زمانہ حال کی دینی اور دنیوی بہتری کے لئے ہی عزیز تر نہ ہوگا۔ بلکہ جوں جوں ضرورت آنے والی نسلوں کو پیش آئیگی خود بخود یہ مجموعہ عزیز تر ہوگا۔ ملکی و قومی لائبریریوں کی زیب و زینت ہوگا علمی مجلسوں میں اُس کے نہایت شوق سے تذکرے ہوا کرینگے۔ بڑے بڑے لکچرار اس مجموعہ سے مدد لینگے اردو لٹریچر کے سیکھنے والے اس سے سند لیا کرینگے غرضکہ یہ بے نظیر مجموعہ منظر عام پر بے نظیر ہے۔ اس کے شروع میں مرحوم سر سید کی عکسی رنگین تصویر ہے۔ اور ۱۸۶۵ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک کے کل لکچرز اس میں نہایت محنت سے جمع کر دئیے ہیں۔ اور وہ لکچرز بھی اس میں ہیں۔ جن کا سر سید مرحوم کے دوستوں نے آج تک نام نہ سُنا ہوگا ۔۔ ۶۰۰ صفحے نہایت اعلےٰ درجہ کا کاغذ۔ عمدہ چھپائی۔ خوشخط لکھائی۔ نیز اس سے پہلے جس قدر مجموعے لکچرز سر سید کے لوگوں نے چھاپے ہیں وہ بالکل نامکمل ہیں۔

قیمت مجلد ۸ / سے

قیمت بلاجلد ۔/ سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از بندہ خضوع و التجا میزیبد	بخشایش بندہ از خدا میزیبد
گر من کنم آنکہ آں مرانا زیبا ست	تو کن ہمہ آنکہ آں ترا میزیبد

سرکشی ہندوستان کے جواب مضمون میں جو میں نے اصلی اسباب بغاوت ہندوستان کے بیان کئے تھے اگرچہ دل چاہتا تھا کہ اب اُن کو صفحۂ روزگار پر سے مٹا دوں بلکہ اپنے دل سے بھی بھلا دوں۔ کیونکہ جو اشتہار جناب ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریا دام سلطنتہا نے جاری کیا ہے درحقیقت وہ بغاوت کے ہر ایک اصلی سبب کا پورا علاج ہے حق یہ ہے کہ اشتہار کا مضمون دیکھ کر بغاوت کے سبب لکھنے والوں کے ہاتھ سے قلم گر پڑے کسی کو ضرورت نہ رہی کہ اب اُن کی تشخیص کریں اسلئے کہ اب اُن کا علاج پورا ہو گیا ۔

مگر ان فساد کے اصلی سببوں پر غور کرنا اور اپنی صداقت سے سچے سچے سببوں کا بیان کرنا میں ایک عمدہ خیر خواہی اپنی گورنمنٹ کی سمجھتا ہوں اس لئے مجھ پر واجب ہے کہ گو اُن کا علاج بخوبی ہو گیا ہو پھر بھی جو سبب میرے دل میں ہیں اُن کو بھی ظاہر کر دوں۔ ہے کہ بہت بڑے بڑے دانا اور تجربہ کار لوگوں نے اس بغاوت کے سبب لکھے ہیں مگر امید ہے کہ شاید کسی ہندوستانی

آدمی نے اس میں کوئی بات نہ لکھی ہو۔ بہتر ہے کہ اپنے شخص کی بھی ایک رائے رہے ۔

مضمون

کیا سبب ہوا ہندوستان کی سرکشی کا ۔

جواب

سرکشی کے معنی اور اُس کی مثالیں

اس کا جواب دینے سے پہلے ہم کو بتانا چاہیے کہ سرکشی کے کیا معنی ہیں۔ جاننا کہ اپنی گورنمنٹ کا مقابلہ کرنا یا مخالفوں کے شریک ہونا یا مخالفانہ ارادے سے حکم نہ ماننا اور نہ بجالانا یا نڈر ہوکر گورنمنٹ کے حقوق اور حدود کو توڑنا سرکشی ہے مثلاً ۔

۱۔ نوکر کا یا رعیت کا اپنی گورنمنٹ سے لڑنا اور مقابلہ کرنا ۔

۲۔ یا مخالفانہ ارادے سے حکم کا نہ ماننا اور نہ بجالانا ۔

۳۔ یا مخالفوں کی مدد کرنا اور اُن کے شریک ہونا ۔

۴۔ یا رعیت کا نڈر ہوکر آپس میں لڑنا اور حد معینہ گورنمنٹ سے تجاوز کرنا ۔

۵۔ یا اپنی گورنمنٹ کی محبت اور خیر خواہی دل میں نہ رکھنا اور مصیبت کے وقت طرف داری نہ کرنا ۔

سرکشی کا ارادہ دل میں کیوں آتا ہے

اس نازک وقت میں جو ۱۸۵۷ء میں گذرا ان اقسام کی سرکشیوں میں سے کوئی قسم کی بھی سرکشی ایسی نہیں ہے جو نہ ہوئی ہو۔ بلکہ بہت تھوڑے دانا آدمی ایسے نکلینگے جو پچھلی بات سے خالی ہوں حالانکہ یہ پچھلی بات جیسی ظاہر میں کم ہے ویسی ہی قدر میں بہت زیادہ ہے ۔

سرکشی کا ارادہ جو دل میں پیدا ہوتا ہے اُس کا سبب

ایک ہی ہوتا ہے یعنی پیش آنا اُن باتوں کا جو مخالف ہوں اُن لوگوں کی طبیعت اور طینت اور ارادہ اور عزم اور رسم و رواج اور خصلت اور جبلت کے جنھوں نے سرکشی کی ✤

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی خاص بات عام سرکشی کا باعث نہیں ہوسکتی ہاں عام سرکشی کا باعث یا کوئی ایسی عام بات ہوسکتی ہے کہ جو سب کی طبیعتوں کے مخالف ہو یا متعدد باتیں ہوں کہ کسی نے کسی گروہ کی اور کسی نے کسی گروہ کی طبیعت کو پھیر دیا ہو اور رفتہ رفتہ عام سرکشی ہوگئی ہو ✤

۱۸۵۷ء کی سرکشی کسی ایک بات سے نہیں ہوئی بلکہ بہت سی باتوں کا مجموعہ تھا ✤

۱۸۵۷ء کی سرکشی میں یہی ہوا کہ بہت سی باتیں ایک مدت دراز سے لوگوں کے دل میں جمع ہوتی جاتی تھیں اور بہت بڑا میگزین جمع ہوگیا تھا صرف اُس کی شتابی میں آگ لگانی باقی تھی کہ سال گذشتہ میں فوج کی بغاوت نے اُس میں آگ لگادی ✤

چپاتی بٹنا کوئی سازش کی بات نہ تھی

۱۸۵۶ء میں ہندوستان کے اکثر ضلعوں میں دہ بدہ چپاتی بٹی اور اُسی کے قریب زمانہ میں سرکشی ہوئی اگرچہ اُس زمانہ میں تمام ہندوستان میں وبا کی بیماری تھی اور خیال میں آتا ہے کہ اُس کے دفعہ کرنے کو بطور ٹوٹکہ یہ کام ہوا ہو کیونکہ جاہل ہندوستانی اس قسم کے ٹوٹکے بہت کیا کرتے ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ اُس کا اصلی سبب اب تک نہیں کھلا۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ چپاتی کسی سازش کی بنیاد نہیں ہوسکتی یہ قاعدہ ہے کہ اس قسم کی چیز البتہ ایک نشانی ہوتی ہے واسطے تصدیق زبانی پیغام کے اور ظاہر ہے کہ اُس چپاتی کے ساتھ کوئی زبانی پیغام نہ تھا اگر ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ باوجود منتشر ہونے کے اور ہر قوم اور ہر طبیعت کے آدمیوں میں پھیلنے کے مخفی رہتا جس طرح پر کہ

ہندوستان میں سرکشی پھیلی اور یہاں سے وہاں اور وہاں
سے وہاں دوڑی صاف دلیل ہے کہ پہلے سے کچھ سازش
نہ تھی ؛

روس اور ایران کی سازش کچھ نہ تھی ؛

روس اور ایران کی سازش سے ہندوستان میں سرکشی
کا خیال کرنا نہایت بے بنیاد بات ہے ہندوستانیوں پر جو
معلوم نہیں کہ روسیوں کو کیا سمجھتے ہونگے کیونکہ اُن سے سازش
کا احتمال ہو سکتا ہے ایرانیوں سے ہندو کسی طرح سازش نہیں
کر سکتے۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں اور ایرانیوں میں موافقت
ہونی ایسی غیر ممکن ہے جیسے پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھلک میں
اگر دن اور رات کا ایک وقت میں جمع ہونا ممکن ہے تو البتہ
اس سازش کا ہونا بھی ممکن ہے تعجب ہے کہ جب روس
اور ایران میں معاملات درپیش تھے تب ہندوستان میں
کچھ نہ تھا اور جب ہندوستان میں فساد ہوا تو وہاں کچھ نہ تھا
اور پھر سازش کا خیال کیا جاوے ؛

اشتہار ... شاہزادہ ایران ... ؛

اشتہار جو مشہور ہے کہ ایران کے شاہزادہ کے خیمہ
میں سے نکلا اُس میں کوئی الفاظ ہندوستان کی سازش پر دلالت
نہیں کرتا اُس کا مضمون صاف اپنے ملک کے لوگوں کی ترغیب کا
ہے ہندوستان کی خرابی کا ذکر اس بنیاد پر ہے کہ ایرانیوں کو
زیادہ تر آمادگی لڑائی پر ہو نہ اس مطلب سے کہ ہندوستان
سے سازش ہو چکی ہے ؛

دلی کے معزول بادشاہ کا ایران کو فرمان لکھنا

سبب ۲ سرکشی نہیں ؛

دلی کے بادشاہ معزول کا ایران کو فرمان لکھنا ہم کچھ
تعجب نہیں سمجھتے دلی کے معزول بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اگر اُس سے
کہا جاتا کہ پرستان میں جنوں کا بادشاہ آپ کا تابعدار ہے تو وہ
اُس کو سچ سمجھتا اور ایک چھوڑ دس فرمان لکھ دیتا دلی کا معزول بادشاہ

ہمیشہ خیال کرتا تھا کہ میں مکھی اور مچھر بنکر اُڑ جاتا ہوں اور لوگوں کی اور
ملکوں کی خبر لے آتا ہوں اور اس بات کو وہ اپنے خیال میں سچ سمجھتا
تھا اور درباریوں سے تصدیق چاہتا تھا اور سب تصدیق کرتے
تھے۔ ایسے مالیخولیا والے آدمی نے کسی کے کہے سے کوئی فرمان
لکھ دیا ہو تو تعجب نہیں مگر ہماشا کہ وہ کسی طرح بھی سازش کی بنیاد
ہو گیا تعجب نہیں آتا کہ اتنی بڑی سازش اور اتنی مدت سے ہوئی
ہو اور ہمارے حکام بالکل بے خبر رہیں۔ سرکشی کے بعد بھی کیا
فوجی اور کیا ملکی کسی باغی نے بھی آپس میں کسی قسم کا سازش کا بھی
نہیں کیا حالانکہ سرکشی کے بعد اُن کو کس کا ڈر تھا +

اودھ کی ضبطی اس عام فساد کا باعث نہیں +

اودھ کی ضبطی کو بھی ہم سبب اس سرکشی کا نہیں سمجھتے اس
میں کچھ شک نہیں کہ اودھ کی ضبطی سے سب لوگ ناراض ہوئے
اور سب نے یقین کیا کہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے خلاف عہد
اور اقرار کے کیا عموماً رعایا کو ضبطی اودھ سے اس قدر ناراضی
ہوئی تھی جتنی کہ ہمیشہ ہوا کرتی تھی جب کمپنی کسی ملک کو فتح کرتی تھی
جس کا بیان آگے آویگا زیادہ تر ڈر اور خوف اور ناراضی دلی۔
والیان اور رئیسان خود مختار ہندوستان کو ہوئی تھی سب کو یقین تھا
کہ اسی طرح سب کے ملک اور سب کی ریاستیں اور حکومتیں چھینی
جاوینگی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب ملک رئیسوں میں سے کوئی باغی
نہیں ہوا اس فساد میں اکثر وہی لوگ ہیں جن کے ملک اُن کے
ہاتھ میں نہیں ہیں۔ اس کے جواب میں یہ مت کہو کہ جھجر کا نواب
اور بلب گڈھ کا راجہ اور فلاں فلاں باغی ہوگیا +

قوم کی سازش واسطے اٹھادینے غیر قوم کی حکومت کے نہیں +

اس فساد کو یہ بھی خیال کرنا نہیں چاہئے کہ اس حسرت اور
افسوس کے باعث سے کہ ہندوستانیوں کے قدیم ملک پر غیر قوم قابض
ہوگئی تھی تمام قوم نے اتفاق کرکر سرکشی کی سمجھنے کی بات ہے

کہ ہماری قوم کی عملداری دفعتاً ہندوستان میں نہیں آئی تھی بلکہ رفتہ رفتہ ہوئی تھی جس کی ابتدا ۱۷۵۷ء وقت شکست کھانے سراج الدولہ کے پلاسی پر سے شمار ہوتی ہے اُس زمانہ سے چند روز پیشتر تک تمام رعایا اور رئیسوں کے دل ہماری گورنمنٹ کی طرف کھنچے تھے اور ہماری گورنمنٹ اور اُس کے حکام متعہد کے اخلاق اور اوصاف اور رحم وعطا اور استحکام عہود اور رعایا پروری اور امن و آسائش سُن سُن کر جو عملداریاں ہندو اور مسلمانوں کی ہماری گورنمنٹ کی ہمسایہ میں تھیں وہ خواہش رکھتی تھیں اس بات کی کہ ہماری گورنمنٹ کی حکومت کے سایہ میں ہوں بادشاہان ملک غیر بھی کمال اعتماد رکھتے تھے ہماری گورنمنٹ پر اور جو عہد و میثاق ہمارے گورنمنٹ سے باندھے تھے اُس کو بہت ہی پکا اور پتھر کی لکیر سمجھتے تھے باوجودیکہ ہماری گورنمنٹ کو پہلے کی بہ نسبت اب بہت بڑا اقتدار ہے۔ برعکس ہندوستانیوں کے کہ ہندوستان کے رئیسوں اور صوبہ داروں اور والیان مُلک کو جو طاقت اور اختیار پہلے تھا اُس کا عشر عشیر بھی اب نہیں حالانکہ اُن زمانوں میں بہت سی لڑائیاں ہماری گورنمنٹ کو ہندوستان کی ہر قوم ہندو مسلمان سے پیش آئیں اور ہماری گورنمنٹ فتحیاب ہوتی گئی اور تمام ہندوستانیوں کو یقین تھا کہ ایک دن تمام ہندوستان ہماری گورنمنٹ کی حکومت ہوگی اور یہ سب رعایا ہندوستان کی کیا ہندو اور کیا مسلمان ایک دن ہماری گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں آویگی۔ باوجود اِن باتوں کے اُس زمانہ میں کسی طرح کی سرکشی اور گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں ہؤا کہ سب تاریخیں اس ذکر سے خالی ہیں اگر یہ فساد اس سبب سے ہوتا تو ضرور ہے کہ ایسے فسادوں کا نمونہ اُن زمانوں میں بھی پایا جاتا خصوصاً اس سبب سے کہ اُن زمانوں میں

ایسے فسادات کا قابو زیادہ تھا اُن محاربات کے وقت میں جو سنہ ۱۸۳۹ء میں شروع تھے جب کہ کسی طرح کی سرکشی ہندوستان میں نہیں ہوئی باوجودیکہ صد ہا سال تک ہندوستان انہیں ملکوں کے بادشاہوں کے تخت حکومت تھا۔ جن سے کہ محاربات در پیش تھے اور انہیں بادشاہوں کے سبب سے مسلمانوں کا وجود اور عروج ہندوستان میں ہوا تھا تو اب ہرگز خیال میں بھی نہیں آتا کہ اب کا فساد مسلمانوں نے اپنی حکومت اور سلطنت کے جاتے رہنے کے رنج سے کیا ہو ✤

دلی کے معزول بادشاہ کے وقت دلی کے لوگوں میں اور اُن شہروں میں جو دلی کے قریب تھے کچھ قدر تھی مگر بیرونجات میں ✤

دلّی کے معزول شدہ بادشاہ کی سلطنت کا کوئی بھی آرزومند نہ تھا اِس خاندان کی لغو اور بیہودہ حرکات نے سب کی آنکھوں میں سے اُس کی قدر اور منزلت گرا دی تھی۔ ہاں بیرونجات کے لوگ جو بادشاہ کے حالات اور حرکات اور اقتدار اور اختیار سے واقف نہ تھے بلاشبہ بادشاہ کی بڑی قدر سمجھتے تھے اور اُس کو ہندوستان کا بادشاہ اور ازبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو منتظم ہندوستان جانتے تھے۔ اِلّا خاص دلّی کے اور اُس کے قرب جوار کے رہنے والے بادشاہ کی کچھ بھی وقعت خیال میں نہ لاتے تھے۔ باوجود ان سب باتوں کے ہندوستان کے سب آدمیوں کو بادشاہ کے معدوم ہونے سے کچھ بھی رنج نہ تھا یاد ہوگا کہ جب سنہ ۱۸۲۷ء میں لارڈ امہرسٹ صاحب بہادر نے علانیہ کہدیا تھا کہ ہماری گورنمنٹ اب کچھ تیموریہ خاندان کے تابع نہیں ہے بلکہ وہ خود ہندوستان کی بادشاہ ہے تو اُس وقت رعایا اور والیان ہندوستان کو کچھ بھی خیال نہیں ہوا تھا گو خاص بادشاہی خاندان کو کچھ رنج ہوا ہو ✤

لارڈ امہرسٹ صاحب کا کہنا کہ خاندان تیمور دلی کا بادشاہ نہیں ✤

مسلمانوں کا بہت زور شوروں سے آپس میں سازش اور مشورہ کرنا اس ارادہ سے کہ ہم باہم متفق ہوکر غیر مذہب کے لوگوں پر جہاد کریں اور اُن کی حکومت سے آزاد ہو جاویں نہایت بے بنیاد بات ہے جب کہ مسلمان ہماری گورنمنٹ کے مستامن تھے۔ کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں کر سکتے تھے بیس پچیس برس پیشتر ایک بہت بڑے مولوی محمد اسمٰعیل نے ہندوستان میں جہاد کا وعظ کہا اور سب آدمیوں کو جہاد کی ترغیب دی اُس وقت اُس نے صاف بیان کیا کہ ہندوستان کے رہنے والے جو سرکار انگریزی کے امن میں رہتے ہیں ہندوستان میں جہاد نہیں کر سکتے اس لئے ہزاروں آدمی جہادی ہر ایک ضلع ہندوستان میں جمع ہوئے اور سرکار کی عملداری میں کسی طرح کا فساد نہیں کیا اور غربی سرحد پنجاب پر جاکر لڑائی کی اور یہ جو ہر ضلع میں پاجی اور جاہلوں کی طرف سے جہاد کا نام ہوا اگر اس کو ہم جہاد ہی فرض کریں تو بھی اُس کی سازش اور صلاح قبل دسویں مئی ۱۸۵۷ء مطابق نہ تھی۔

پہلے سے کچھ سازش مسلمانوں میں جہاد کی نہ تھی۔

مولوی محمد اسمٰعیل کے وعظ اور جہاد کا ذکر۔

غور کرنا چاہیئے کہ اِس زمانہ میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ایسے خراب اور بدرویہ اور بداطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خواری اور تماش بینی اور ناچ اور رنگ دیکھنے کے اور کچھ وظیفہ اُن کا نہ تھا بھلا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدا جہاد کے گنے جا سکتے تھے اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا اُس میں خیانت کرنا ملازمین کو نمک حرامی کرنی مذہب کی رو سے درست نہ تھی صریح ظاہر ہے کہ بیگناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں اور بچوں اور بڈھوں کا مذہب کے موجب گناہ عظیم تھا پھر کیونکر

اس ہنگامہ میں کوئی بات مسلمانوں کے مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔

یہ ہنگامہ غدر جہاد ہو سکتا تھا ہاں البتہ چند بدذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے کو اور جاہلوں کے بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام لے دیا پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرامزدگیوں میں سے ایک حرامزدگی تھی نہ واقع میں جہاد ✤

دلی میں جو جہاد کا فتوٰے جو باغیوں نے چھاپا وہ دلیل جھوٹا تھا ✤

دلی میں جو جہاد کا فتوٰے چھپا وہ ایک عمدہ دلیل جہاد کی سمجھی جاتی ہے مگر میں نے تحقیق سُنا ہے۔ اور اُس کے اثبات پر بہت دلیلیں ہیں کہ وہ محض بے اصل ہے میں نے سُنا ہے کہ جب فوج نمکحرام میرٹھ سے دلی میں گئی تو کسی شخص نے جہاد کے باب میں فتوٰے چاہا سب نے فتوٰے دیا کہ جہاد نہیں ہو سکتا اگرچہ اُس پہلے فتوٰے کی مَیں نے نقل دیکھی ہے مگر جب کہ وہ اصل فتوٰے معدوم ہے تو مَیں اُس نقل کو نہیں کہہ سکتا کہ کہاں تک لایق اعتماد کے ہے۔ مگر جب بریلی کی فوج دلی میں پہنچی اور دوبارہ فتوٰے ہوا جو مشہور ہے اور جس میں جہاد کرنا واجب لکھا ہے بلاشبہ اصلی نہیں۔ چھاپنے والے اُس فتوٰے نے جو ایک مفسد اور نہایت قدیمی بدذات آدمی تھا جاہلوں کے بہکانے اور ورغلانے کو لوگوں کے نام لکھ کر اور چھاپ کر اُس کو رونق دیا تھا بلکہ ایک آدھ مہر ایسے شخص کی چھاپ دی تھی جو قبل غدر مر چکا تھا۔ مگر مشہور ہے کہ چند آدمیوں نے فوج باغی بریلی اور اُس کے مفسد ہمراہیوں کے جبر اور ظلم سے مہریں بھی کی تھیں ✤

دلی میں مولویوں کا بڑا گروہ جو معزول بادشاہ کو بدعتی سمجھتا تھا اور اُس کی متبوضہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھتے تھے ✤

دلی میں ایک بہت بڑا گروہ مولویوں اور اُن کے تابعین کا ایسا تھا کہ وہ مذہب کی رُو سے معزول بادشاہ دلی کو بہت بُرا اور بدعتی سمجھتے تھے اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ دلی کی جن مسجدوں میں

بادشاہ کا قبض و دخل اور اہتمام ہے اُن مسجدوں میں نماز درست نہیں چنانچہ وہ لوگ جامع مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور غدر سے بہت قبل کے چھپے ہوئے فتوے اس معاملہ میں موجود ہیں۔ پھر کبھی عقل قبول کرسکتی ہے کہ اُن لوگوں نے جہاد کے درست ہونے میں اور بادشاہ کو سردار بنانے میں فتوے دیا ہو۔ جن لوگوں کی مہر اس فتوے پر چھاپی گئی ہے اُن میں سے بعضوں نے عیسائیوں کو پناہ دی اور اُن کی جان اور عزت کی حفاظت کی اُن میں سے کوئی شخص لڑائی پر نہیں چڑھا مقابلہ پر نہیں آیا اگر واقع میں وہ ایسا ہی سمجھتے جیسا مشہور ہے تو یہ باتیں کیوں کرتے۔ غرضکہ میری رائے میں کبھی مسلمانوں کے خیال میں بھی نہیں آیا کہ باہم متفق ہوکر غیر مذہب کے حاکموں پر جہاد کریں اور جاہلوں اور مفسدوں کا غلغلہ ڈال دینا کہ جہاد ہے جہاد ہے اور ایک نعرہ حیدری پکارنے پھرنا قابل اعتبار کے نہیں ہے البتہ مسلمانوں کو جس قدر ناراضی باعتبار مذہب کے تھی اور جس سبب سے تھی وہ ہم آیندہ صاف بیان کرینگے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندؤں کی بہ نسبت مسلمانوں کو ہر ایک بات میں زیادہ تر ناراضی تھی اور یہی سبب ہے کہ مسلمان بہ نسبت ہندؤں کے بعض اضلاع میں زیادہ تر مفسد ہوئے گو جن اضلاع میں کہ ہندوں نے فساد کیا وہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔

جن کی مہریں فتوے پر چھاپی ہیں اُن میں بعضوں نے عیسائیوں کی جان اور عزت کی پناہ دی ہے۔

فوج میں ہرگز مشورہ اور پہلے سے صلاح درباب بغاوت کے نہ تھی تحقیق بات ہے کہ باغیانِ فوج نے بعد بغاوت بھی کبھی اس بات کا آپس میں بھی ذکر نہیں کیا۔ ہاں بارک پور کے واقعہ کے ابتدا اور خصوصاً اُس زمانہ میں جب کہ پنجاب میں قواعد جدید سکھلانے کو متعدد پلٹنوں کے آدمی جمع کئے گئے۔ آپس میں یہ صلاح ٹھیری اور اُس پر اتفاق

پہلے سے فوج میں بغاوت کی صلاح نہ تھی۔

ہوا کہ جدید کارتوس کبھی استعمال میں نہ لاوینگے اُس وقت بھی اور
کسی قسم کا ارادہ اور نیت نہ تھی بلکہ یقینی سمجھتے تھے کہ سرکار اس بات
کو موقوف کردیگی اگرچہ یہ موقوف ہوا مگر دسویں مئی ۱۸۵۷ء کے
بعد موقوفی سے کچھ فائدہ اُس فساد کے رفع ہونے میں جو ہوگیا تھا
نہ تھا اور وہ آگ اس قابل نہ تھی کہ ایسی تدبیروں سے بجھ سکتی +

پہلے سے فوج باغی کی بادشاہ دہلی سو سازش نہ تھی +

فوج باغی کا پہلے سے دلی کے معزول بادشاہ سے سازش کرنا
محض بے اصل ہے دلی کے بادشاہ کو کوئی شخص ولی اور مقدس نہیں سمجھتا تھا
اُس کے مُتسبر اُس کی لوگ خوشامد کرتے تھے اور بیٹھے پیچھے ہنستے تھے
لوگ اُس کے مُرید ہوتے تھے کسی فائدہ کی نظر سے نہ بطور اعتقاد کچھ
عجب نہیں کہ کسی پلٹن کا کوئی تلنگا یا صوبہ دار بھی مرید ہوا ہو مگر اس
بات کو سازش بغاوت سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے بلاشبہ فوج باغی
دلی پر جمع ہوگئی مگر جب اُس نے سرکار سے بگاڑ دی تھی تو دلی کے
بادشاہ کے سوا ایسا اور کون شخص تھا کہ جس کی طرف فوج رجوع
کرتی اس میں کچھ پہلے سے سازش کی حاجت نہ تھی بلاشبہ جو حیثیت
بادشاہ دلی کی سرکار نے بنا رکھی تھی وہ ہمیشہ نامناسب اور قابل
اعتراض کے تھی اور جناب لارڈ الن برا صاحب بہادر نے جو تجویز
کی تھی وہ بیشک لایق منظوری کے تھی بلکہ اس سے زیادہ عمل درآمد
کرنا واجب تھا بیشک دلی کا بادشاہ بھوبل میں ایک چنگاری تھا
جس نے ہوا کے زور سے اُڑ کر تمام ہندوستان کو جلا دیا +

شریک نہ ہونا ہندوستانیوں کا یجسلیٹو کونسل میں اصلی سبب فساد کا ہوا +

اصلی سبب اس فساد کا میں تو ایک ہی سمجھتا ہوں باقی
جس قدر اسباب ہیں وہ سب اِس کی شاخیں ہیں اور یہ کچھ میری
کچھ وہمی اور قیاسی ہی نہیں بلکہ اگلے زمانہ کے بہت سے عقلمندوں
کی رائے کا اس بات پر اتفاق ہوچکا ہے اور تمام مصنفین پرنسپل
آف گورنمنٹ کے اس باب میں میرے طرفدار ہیں اور تمام تاریخیں

یورپ اور افریقہ کی میری رائے کی صداقت پر بہت معتمد گواہ ہیں ÷

سب لوگ تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ واسطے اسلوبی اور خوبی اور پائداری گورنمنٹ کے مداخلت رعایا کی حکومت ملک میں واجبات سے ہے حکام کی بھلائی یا بُرائی تدبیر کی صرف لوگوں سے معلوم ہوتی ہے پیشتر اُس سے کہ خرابیاں اس درجہ کو پہنچیں کہ پھر اُن کا علاج ممکن نہ ہو ؎

بیانات جنکا تعلق ... منفی ÷

سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

اور یہ بات نہیں حاصل ہوتی جب تک کہ مداخلت رعایا کی حکومت ملک میں نہ ہو- علی الخصوص ہماری گورنمنٹ کو جو غیر ملک کے رہنے والے تھے اور مذہب اور رواج اور راہ و رسم اور طبیعت اور عادت بھی اس ملک سے مختلف رکھتے تھے اس بات پر خیال رکھنا واجبات سے تھا گورنمنٹ کا انتظام اور اُس کی خوبی اور اسلوبی اور پائداری ملکی اطوار اور عادات کی واقفیت اور پھر اُس کی رعایت پر موقوف ہے کیونکہ اگلی تاریخوں کے دیکھنے سے جو درحقیقت ایک روزنامچہ ہے عادات اور خیالات اور اطوار مختلفہ نوع انسان کا معلوم ہو سکتا ہے کہ اُن کی عادتیں اور خیالات اور اطوار موافق کسی عقلی قاعدہ کے حاصل نہیں ہوئیں ہیں- بلکہ ہر ایک ملک اور قوم میں بسبب اتفاق ہو گئی ہیں پس قواعد گورنمنٹ اُن اوضاع اور اطوار پر موقوف ہیں نہ یہ کہ وہ اوضاع و اطوار اور عادات گورنمنٹ پر اور اسی بات میں گورنمنٹ کی پائداری اور قیام ہے کیونکہ جب تک وہ عادتیں اور اخلاق رعایا کے دل میں مستحکم اور بمنزلہ خاصیت انسانی کے ہو گئی ہیں اُس وقت تک اُن کے برخلاف اُنکے برخلاف کرنا- صریح خاصیت انسانی کی برخلاف کرنا اور سب کو رنجیدہ رکھنا مرہی کیا ہم سمجھو لجاوینگے

بنگالہ کی اُس بے انتظامی کی حالت کو جو ۱۷۶۶ء میں بروقت تفویض ہونے دیوانی بنگالہ بہ کمپنی انگریز بہادر اسی ناواقفیت کے سبب ہوئی تھی باوصفیکہ جان کلارک مارشمن صاحب کی تاریخ ہم کو اُسے یاد دلا رہی ہے اور کیا یاد نہ رہیگی ہم کو وہ خوبی جو بنگالہ میں لارڈ ہسٹنگز صاحب بہادر کی زباندانی اور ملکی راہ و رسم کی واقفیت سے حاصل ہوئی تھی +

بلاشبہ پارلیمنٹ میں ہندوستان کی رعایا کی مداخلت نہ ممکن اور بیفائدہ محض تھی۔ مگر لیجس لیٹیف کونسل میں مداخلت نہ رکھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ پس یہی ایک بات ہے جو جڑ ہے تمام ہندوستان کے فساد کی اور جتنی باتیں جمع ہوتی گئیں وہ سب اُس کی شاخیں ہیں +

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہماری گورنمنٹ نے ملکی حالات اور اطوار دریافت کرنے میں کوشش نہیں کی بلکہ ہم اس کے بدل مقر ہیں اور بعض قوانین گورنمنٹ اور ہدایات بورڈ آف ریونیو اور آنریبل ٹامسن صاحب کے ہدایت نامہ مال کو اس کا گواہ سمجھتے ہیں۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ رعایا کے حالات اور عادات اور خیالات اور اوضاع اور اطوار اور طبیعت اور طینت اور لیاقت کے دریافت کرنے میں توجہ نہیں کی بلاشبہ ہماری گورنمنٹ کو نہیں معلوم تھا کہ ہماری رعیت پر دن کیسا گذرتا ہے اور رات کس مصیبت کی آتی ہے اور وہ دن بدن کس غم اور مصیبت میں پڑتے جاتے ہیں اور کیا کیا بیج روز بروز اُن کے دل میں جمتے جاتے ہیں۔ جو رفتہ رفتہ بہت کثرت سے جمع ہو گئے تھے اور ایک ادنے تحریک سے دفعتاً یہ پڑے +

لیجس لیٹیف کونسل میں ہندوستان کے شریک نہ ہونے سے

اسی سبب سے رعایا کا منشا گورنمنٹ پر نہ کھلا اور گورنمنٹ کا نیک ارادہ ہندوستانیوں پر ظاہر نہ ہوا بلکہ برعکس سمجھا گیا۔

صرف اتنا ہی نقصان نہیں ہوا کہ گورنمنٹ کو اصلی مضرت قوانین اور ضوابط کے جو جاری ہوئے بخوبی معلوم نہیں ہو سکے اور اعتراض عام رعایا کو اُس مضرت کے رفع کرنے اور اپنے مطالب کے پیش کرنے کی فرصت اور قدرت نہیں ملی بلکہ بہت بڑا نقصان یہ ہوا کہ رعایا کو منشاء اور اصلی مطلب اور دلی ارادہ گورنمنٹ کا معلوم نہ ہوا گورنمنٹ کی ہر تجویز پر رعایا کو غلط فہمی ہوئی جو تجویز گورنمنٹ کی ہوتی تھی۔ ہندوستانیوں کو بسبب اس کے کہ وہ لوگ اُس میں شریک نہ تھے اور منشاء اور علم اُس تجویز سے واقف نہ تھے اُس کی بنیاد معلوم نہ ہوئی اور ہمیشہ یہی سمجھے کہ یہ بات بھی ہمارے اور ہمارے ہموطنوں کے خراب اور برباد اور ذلیل اور بے دھرم کرنے کو ہے اور وہ بعضی باتیں جو درحقیقت گورنمنٹ سے خلاف رواج اور مخالف طبیعت اور طبیعت ہندوستانیوں کے صادر ہوئی تھیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ فی نفسہ اچھی تھیں یا بُری زیادہ تر اُن کے غلط خیالات کو تقویت دیتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچ گئی کہ رعایا ہندوستان کی ہماری گورنمنٹ کو میٹھی زہر اور شہد کی چھری اور ٹھنڈی آنچ کی مثال دیا کرتی تھی اور پھر اُس کو اپنے دل سچ سمجھتی تھی اور یہ جانتی تھی کہ اگر ہم آج گورنمنٹ کے ہاتھ سے بچے ہوئے ہیں تو کل نہیں اور کل ہیں تو پرسوں نہیں اور کوئی شخص اُن کے حالات کا پوچھنے والا اور کوئی تدبیر اُن کے اس غلط خیال کو دور کرنے والی نہ تھی جبکہ رعایا کا گورنمنٹ کے ساتھ یہ حال ہو جو دلی دشمن کے ساتھ ہونا چاہیئے تو پھر کیا توقع ہو سکتی ہے وفاداری کی ایسی گورنمنٹ کو ایسی رعایا سے اور جب کہ ہماری گورنمنٹ درحقیقت ایسی نہ تھی تو ان غلط خیالات کا ہندوستانیوں کے دل میں جمنا اور جو رنج کہ انکی دل پر تھا اُس کا علاج نہ ہونا صرف اسی سبب سے تھا کہ

لیجس لیٹیف کونسل میں ہندوستانی شریک نہ تھے اگر ہوتے تو یہ سب باتیں رفع ہوتی جاتیں۔ اب اگر غور سے دیکھا جاوے تو صرف یہی ایک بات ہے جس نے اپنی بہت سی شاخیں پیدا کر تمام ہندوستان میں بیجا فساد کر دیا ✤

یہ مت کہو کہ ہماری گورنمنٹ نے چھاپہ خانوں میں سوالے گالی اور افترا اور جن باتوں سے فتنہ یا سرکشی وقوع میں آوے اور سب امورات کے چھاپنے کی اجازت دی تھی اور قانون جاری ہونے سے پہلے مشورہ کیا جاتا تھا اور ہر شخص کو اُس پر عذرات پیش کرنے کا اختیار تھا۔ کیونکہ یہ امور ان بڑی عظیم الشان باتوں کے علاج کو جس کا ہم ذکر کرتے ہیں محض ناکافی بلکہ محض بیفائدہ تھی ✤

اور ہم نہیں چاہتے کہ اس مقام پر ہم سے یہ گفتگو کی جاوے کہ ہندوستانیوں کا جو نہایت جاہل ہیں اور بے تربیت لیجس لیٹیف کونسل میں شریک ہونا کس طرح ہوتا اور کیا فائدہ ہندوستانیوں کی شرکت کا نکلتا اور اگر رعایا ہے ہندوستان کو مثل پارلیمنٹ کے لیجس لیٹیف کونسل میں مداخلت دیجاتی تو طریقہ اُن کے انتخاب کا کیا ہوتا اور اس میں بہت سی مشکلیں پیش آتیں کیونکہ اس مقام پر ہم کو صرف اتنا ثابت کرنا ہے کہ یہ بات گورنمنٹ کے لئے بہت اچھی اور بڑی ضرور تھی اور اسی کے نہ ہونے کے سبب یہ فساد برپا ہوئے اور طریقہ مداخلت رعایا کی بابت ہماری علیحدہ رائے ہے اُس کو دیکھنا چاہئے اور جو بحث ہو وہاں کرنی چاہئے ✤

یہ نقص جو ہماری گورنمنٹ تھا اس نے تمام ہندوستان کے حالات میں سرایت کی اور جس قدر اسباب سرکشی کے جمع ہو گئے گو وہ اسی ایک امر پر متفرع ہیں مگر غور کر کے سب کو احاطہ میں لایا جاوے تو پانچ اصول مبنی ہوتے ہیں ✤

سرکشی کا بنا پانچ اصول پر مبنی ہے

اول ۔ غلط فہمی رعایا یعنی برعکس سمجھنا تجاویز گورنمنٹ کا ✤

دوم ۔ جاری ہونا ایسے آئین اور ضوابط اور طریقہ حکومت کا جو ہندوستان کی حکومت اور ہندوستانیوں کی عادات کے مناسب نہ تھے یا مضرت رسانی کرتے تھے ✤

سوم ۔ ناواقف رہنا گورنمنٹ کا رعایا کے اصلی حالات اور اطوار اور عادات اور اُن مصائب سے جو اُن پر گذرتی تھیں اور جن سے رعایا کا دل گورنمنٹ پھٹا جاتا تھا ✤

چہارم ۔ ترک ہونا اُن امور کا ہماری گورنمنٹ کی طرف سے جن کا بجا لانا ہماری گورنمنٹ پر ہندوستان کی حکومت کے لئے واجب اور لازم تھا ✤

پنجم ۔ بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج کی ✤

اب ہم اِن پانچوں اصل کی تفصیل اور اُس کی ہر ہر شاخ کو جدا جدا بیان کرتے ہیں **وباللہ التوفیق** ✤

اصل اوّل

غلط فہمی رعایا یعنی برعکس سمجھنا تجاویز گورنمنٹ کا ✤

اول غلط فہمی رعایا

اس مقام پر جتنی باتیں ہم بیان کرتے ہیں اُن سے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ درحقیقت ہماری گورنمنٹ میں یہ باتیں تھیں بلکہ یہ مطلب کہ لوگوں نے یوں غلط سمجھا اور سرکشی کا سبب ہو گیا اگر ہندوستانی آدمی بھی لیجسلیٹیو کونسل میں مداخلت رکھتے تو یہ غلط فہمی واقع نہ ہوتی ✤

مداخلت مذہبی سمجھنا

مداخلت مذہبی کچھ شبہ نہیں کہ تمام لوگ جاہل اور قابل اور اعلےٰ اور ادنےٰ یقین جانتے تھے کہ ہماری گورنمنٹ کا دلی ارادہ ہے کہ مذہب اور رسم و رواج میں مداخلت کرے اور سب کو کیا ہندو

اور کیا مسلمان عیسائی مذہب اور اپنے ملک کی رسم رواج پر ڈالے
اور سب سے بڑا سبب اس سرکشی میں یہی ہے ✤
ہر شخص دل سے جانتا تھا کہ ہماری گورنمنٹ کے احکام بہت
آہستہ آہستہ ظہور میں آتے ہیں اور جو کام کرنا ہوتا ہے رفتہ رفتہ
کیا کرتے ہیں اس واسطے دفعتاً اور جبراً مسلمانوں کی طرح دین
بدلنے کو نہیں کہتے مگر جتنا جتنا قابو پاتے جاوینگے اُتنی اُتنی مداخلت
کرتے جاوینگے اور جو باتیں رفتہ رفتہ ظہور میں آتی گئیں جن کا بیان
آگے آویگا اُن کے اس غلط شبہہ کو زیادہ تر مستحکم اور مضبوط کرتی گئیں
سب کو یقین تھا کہ ہماری گورنمنٹ علانیہ جبر مذہب بدلنے پر نہیں
کرینگے بلکہ خفیہ تدبیریں کر کر مثل نابود کر دینے علم عربی و سنسکرت
کے اور مفلس و محتاج کر دینے ملک کے اور لوگوں کو جو اُن کا مذہب ہے
اُس کے مسائل سے ناواقف کر کر اور اپنے دین و مذہب کی کتابیں
اور مسائل اور وعظ کو پھیلا کر نوکریوں کا لالچ دیکر لوگوں کو بے دین
کر دینگے ۱۸۳۷ء کی قحط سالی میں جو یتیم لڑکے کم عمر عیسائی کئے گئے
وہ تمام ضلاع ممالک مغربی و شمالی میں ارادہ گورنمنٹ کے ایک نمونہ گنے
جاتے تھے کہ ہندوستان کو اس طرح پر مفلس اور محتاج کر کر اپنے مذہب
میں لے آوینگے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جب سرکار انریبل ایسٹ انڈیا کمپنی
کوئی ملک فتح کرتی تھی ہندوستان کی رعایا کو کمال رنج ہوتا تھا اور یہ
بھی میں سچ کہتا ہوں کہ منشا اس رنج کا اور کچھ نہیں ہوتا تھا بجز اسکے
کہ لوگ جانتے تھے کہ جوں جوں اختیار ہماری گورنمنٹ کا زیادہ ہوتا
جاویگا اور کسی دشمن اور ہمسایہ حاکم کے مقابلہ اور فساد کا اندیشہ نہ رہیگا
ووں ووں ہمارے مذہب اور رسم اور رواج میں زیادہ تر مداخلت
کرینگے ✤

سکندرہ کے یتیموں کا ذکر ✤

ہماری گورنمنٹ کی ابتدائے حکومت ہندوستان میں گفتگو مذہب

مذہبی گفتگو بہت ہوئی ✤

کی بہت کم تھی روز بروز زیادہ ہوتی گئی اور اس زمانہ میں بدرجہ کمال پہنچ گئی اس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو ان امور میں کچھ مداخلت نہ تھی مگر ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ یہ سب معاملہ بموجب حکم اور بموجب اشارہ او مرضی گورنمنٹ ہوتے ہیں سب جانتے تھے کہ گورنمنٹ نے پادری صاحبوں کو ہندوستان میں مقرر کیا ہے گورنمنٹ سے پادری صاحب تنخواہ پاتے ہیں۔ گورنمنٹ اور آور حکام انگریزی ولایت نزا جو اس ملک میں نوکر ہیں وہ پادری صاحبوں کو بہت سا روپیہ واسطے خرچ کے اور کتابیں بانٹنے کو دیتے ہیں اور ہر طرح ان کے مددگار اور معاون ہیں اکثر حکام متعہد اور افسران فوج نے اپنے تابعین سے مذہب کی گفتگو شروع کی تھی بعضے صاحب اپنے ملازمین کو حکم دیتے تھے کہ ہماری کوٹھی پر آن کر پادری صاحب کا وعظ سنو اور ایسا ہی ہوتا تھا غرضکہ اس بات نے ایسی ترقی پکڑی تھی کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ گورنمنٹ کی عملداری میں ہمارا یا ہماری اولاد کا مذہب قایم رہیگا ✦

حکام متعہد کا مشنری طریقہ برتنا ✦

پادری صاحبوں کا وعظ ✦

پادری صاحبوں کے وعظ نے نئی صورت نکالی تھی تکرار مذہب کی کتابیں بطور سوال وجواب چھپنی اور تقسیم ہونی شروع ہوئیں۔ اُن کتابوں میں دوسرے مذہب کے مقدس لوگوں کی نسبت الفاظ اور مضامین رنجیدہ مندرج ہوئے ہندوستان میں دستور وعظ اور کتھا کا یہ ہے کہ اپنی اپنے معبد یا مکان پر بیٹھ کر کہتے ہیں جس کا دل چاہے اور جس کو رغبت ہو وہاں جاکر سُنے پادری صاحبوں کا طریقہ اس کے برخلاف تھا وہ خود غیر مذہب کے مجمع اور تیرتھ گاہ اور میلہ میں جاکر وعظ کہتے تھے اور کوئی شخص صرف حکام کے ڈر سے مانع نہ ہوتا تھا بعض ضلعوں میں یہ رواج نکلا کہ پادری صاحبوں کے ساتھ تھانہ کا ایک چپراسی جانے لگا پادری صاحب وعظ میں صرف انجیل مقدس کے بیان پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ غیر مذہب کے مقدس لوگوں کو اور مقدس مقاموں کو بہت بُرائی سے اور ہتک سے

یاد کرتے تھے جس سے سُننے والوں کو نہایت رنج اور دلی تکلیف پہنچتی تھی اور ہماری گورنمنٹ سے ناراضی کا بیج لوگوں کے دل میں بویا جاتا تھا۔

مشنری سکول

مشنری سکول بہت جاری ہوئے اور اس میں مذہبی تعلیم شروع ہوئی سب لوگ کہتے تھے کہ سرکار کی طرف سے ہیں بعض اضلاع میں بہت بڑے بڑے عالی قدر حکام متعہد اُن اسکولوں میں جاتے تھے اور لوگوں کو اُس میں داخل اور شامل ہونے کی ترغیب دیتے تھے امتحان مذہبی کتابوں کا لیا جاتا تھا اور طالب علموں سے جو لڑکے کم عمر ہوتے تھے پوچھا جاتا کہ تمہارا خدا کون۔ تمہارا نجات دینے والا کون اور وہ عیسائی مذہب کے موافق جواب دیتے تھے اس پر اُن کو انعام ملتا تھا ان سب باتوں سے رعایا کا دل ہماری گورنمنٹ سے پھرتا جاتا تھا۔

یہاں ایک بڑا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر لوگ اس تعلیم سے ناراض تھے تو اپنے لڑکوں کو کیوں داخل کرتے تھے اس بات کو عدم ناراضی پر خیال کرنا نہیں چاہئے بلکہ یہ ایک بڑی دلیل ہے ہندوستان کے کمال خراب حال اور مفلس اور نہایت تنگ اور تباہ حال ہو جانے پر یہ صرف ہندوستان کی محتاجی اور مفلسی کا باعث تھا کہ لوگ اس خیال سے کہ ان اسکولوں میں داخل ہو کر ہماری اولاد کو کچھ وجہ معیشت اور روزگار حاصل ہوگا ایسی سخت بات کو جس سے بلاشبہ اُن کو دلی رنج اور روحانی غم تھا گوارا کرتے تھے نہ رضامندی سے۔

دیہاتی مکاتیب

دیہاتی مکتبوں کے مقرر ہونے سے سب لوگ یقین سمجھتے تھے کہ صرف عیسائی بنانے کو یہ مکتب جاری ہوئے ہیں پرگنہ وزیٹر اور ڈپٹی انسپکٹر جو ہر ہر گاؤں اور قصبہ میں لوگوں کو نصیحت کرتے پھرتے تھے کہ اپنے لڑکوں کو مکتبوں میں داخل کرو ہر ہر گانوں میں کالا پادری اُن کا نام تھا جس گاؤں میں پرگنہ وزیٹر یا ڈپٹی انسپکٹر پہنچا اور گنواروں نے آپس

ہیں چرچا کیا کہ کالا پادری آیا عوام الناس یوں خیال کرتے تھے۔ کہ یہ عیسائی مکتب ہیں اور کرشتان بنانے کو بٹھاتے ہیں اور فہمیدہ آدمی اگرچہ یہ نہیں سمجھتے تھے مگر یوں جانتے تھے کہ ان مکاتیب میں صرف اردو کی تعلیم ہوتی ہے ہمارے لڑکے اِس میں پڑھ کر اپنے مذہب کے احکام اور رسائل اور اعتقادات اور رسمیات سے بالکل ناواقف ہوجاوینگے اور عیسائی بنجاوینگے اور یوں سمجھتے تھے کہ گورنمنٹ کا بھی ارادہ ہے کہ ہندوستان کے مذہبی علوم کو معدوم کردے تاکہ آیندہ کو عیسائی مذہب پھیلجاوے اکثر اضلاع شرقی ہندوستان میں ان مکتبوں کا جاری ہونا اور لڑکوں کا داخل ہونا صاف تحکما ہوا اور کہدیا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ لڑکوں کو داخل کیا جاوے ✤

لڑکیوں کے سکول کا اجرا

لڑکیوں کی تعلیم کا بہت چرچا ہندوستان میں تھا اور سب یقین جانتے تھے کہ سرکار کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکولوں میں آویں اور تعلیم پاویں اور بے پردہ ہوجاویں کہ یہ بات حد سے زیادہ ہندوستانیوں کو ناگوار تھی بعض بعض اضلاع میں اس کا نمونہ قایم ہوگیا تھا۔ پرگنہ وزیٹر اور ڈپٹی انسپکٹر یہ سمجھتے تھے کہ اگر ہم سعی کرکر لڑکیوں کے مکتب قایم کردینگے تو ہماری بڑی نیکنامی گورنمنٹ میں ہوگی اس سبب سے وہ ہر طرح پر بطریق جائز و ناجائز لوگوں کو واسطے قایم کرنے لڑکیوں کے مکتبوں کے فہمایش کرتے تھے اور اس سبب سے زیادہ لوگوں کے دلوں کو ناراضی اور اپنے غلط خیالات کا اُن کو یقین ہوتا جاتا تھا ✤

بڑے کالجوں میں طریقہ تعلیم کا تبدیل ✤

بڑے بڑے کالج جو شہروں میں مقرر تھے اول اول گو اُن سے بھی کچھ کچھ وحشت لوگوں کو ہوئی تھی اُس زمانہ میں شاہ عبدالعزیز جو تمام ہندوستان میں نامی مولوی تھے زندہ تھے مسلمانوں نے اُن سے فتوے پوچھا اُنھوں نے صاف جواب دیا کہ کالج انگریزی

میں جانا اور پڑھنا اور انگریزی زبان کا سیکھنا بموجب مذہب کے سب درست ہے اُس پر سینکڑوں مسلمان کالجوں میں داخل ہوئے مگر اُس زمانہ میں کالجوں کا حال ایسا نہ تھا بلکہ اُن میں تعلیم کا سررشتہ بہت اچھا تھا ہر قسم کے علوم فارسی اور عربی اور سنسکرت اور انگریزی پڑھائی جاتی تھی۔ فقہ اور حدیث اور علم ادب پڑھانے کی اجازت تھی۔ فقہ میں امتحان ہوتا تھا سندیں ملتی تھیں۔ کسی طرح کی ترغیب مذہبی نہ تھی مدرس بہت ذیعزت اور معتبر اور مشہور اور ذی علم اور پرہیزگار مقرر ہوتے تھے مگر آخر کو یہ بات نہ رہی قدر عربی کی بہت کم ہوگئی۔ اور فقہ حدیث کی تعلیم یکسر جاتی رہی۔ فارسی بھی چنداں قابل لحاظ نہ رہی تعلیم کی صورت اور کتابوں کے رواج نے بالکلیہ تغیر پکڑی اردو اور انگریزی کا رواج بہت زیادہ ہوا جس کے سبب وہی شبہ کہ گورنمنٹ کو ہندوستان کے مذہبی علوم کا معدوم کرنا منظور ہے قائم ہوگیا مدرس لوگ معتبر اور ذی علم نہ رہے وہی مدرسہ کے طالب علم کہ جنہوں نے ابھی تک لوگوں کی آنکھوں میں اعتبار پیدا نہ کیا تھا مدرس ہونے لگے اس لئے ان مدرسوں کا بھی وہی حال ہوگیا +

گورنمنٹ کا اشتہار دربابِ استحقاق نوکری +

ادھر تو دیہاتی مکاتیب اور کالجوں کا یہ حال تھا کہ اُن پر سب کو شبہ رواج دینے مذہب عیسائی کا ہو رہا تھا کہ دفعتاً پیشگاہ گورنمنٹ سے اشتہار جاری ہوا کہ جو شخص مدرسہ کا تعلیم یافتہ ہوگا اور فلاں فلاں علوم اور زبان انگریزی میں امتحان دیکر سند یافتہ ہوگا وہ نوکری میں سب سے مقدم سمجھا جاویگا چھوٹی چھوٹی نوکریاں بھی ڈپٹی انسپکٹروں کے سارٹیفکٹ پر جس کو ابھی تک سب لوگ کالا پادری سمجھے جاتے تھے منحصر ہوگئیں اور ان غلط خیالات کے سبب لوگوں کے دل پر ایک غم کا بوجھ پڑ گیا اور سب کے دل میں ہماری گورنمنٹ سے ناراضی پیدا ہوگئی اور لوگ یہ سمجھے کہ ہندوستان کو ہر طرح بے معاش اور محتاج

کیا جاتا ہے کہ نامجبور ہو کر رفتہ رفتہ ان لوگوں کی مذہبی باتوں میں تغیر و تبدیل ہو جاوے ٭

جیلخانوں میں اختلاط اکل و شرب

اسی زمانہ میں بعض اضلاع میں تجویز ہوئی کہ قیدی جیلخانوں میں ایک شخص کے ہاتھ کا پکا ہوا کھا دیں جس سے ہندو ونکا مذہب بالکل جاتا رہنا تھا مسلمانوں کے مذہب میں اگرچہ کچھ نقصان نہیں آتا تھا مگر اس کا رنج سب کے دل پر تھا کہ سرکار ہر ایک کا مذہب لینے پر آمادہ اور ہر طرح پر اُس کی تدبیر میں ہے ٭

پادری صاحبان اے ایڈمنڈ کی چھٹیات کا اجرا

یہ سب خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ہو رہی تھیں کہ دفعتاً ۱۸۵۵ء میں پادری صاحبان اے ایڈمنڈ نے دار الامارۃ کلکتہ سے عموماً اور خصوصاً سرکاری معزز نوکروں کے پاس چھٹیات بھیجیں جن کا مطلب یہ تھا کہ اب تمام ہندوستان میں ایک عملداری ہو گئی تار برقی سے سب جگہ کی خبر ایک ہو گئی ریلوے سڑک سے سب جگہ کی آمد و رفت ایک ہو گئی۔ مذہب بھی ایک چاہیئے اس لئے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی ایک مذہب ہو جاؤ۔ میں سچ کہتا ہوں کہ ان چھٹیات کے آنے کے بعد خوف کے مارے سب کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ پاؤں کے تلے کی مٹی نکل گئی سب کو یقین ہو گیا کہ ہندوستانی جس وقت کے منتظر تھے وہ وقت اب آگیا اب جتنے سرکاری نوکر ہیں اول اُن کو کرسٹان ہونا پڑیگا اور پھر تمام رعیت کو سب لوگ بیشک سمجھتے تھے کہ یہ چھٹیات گورنمنٹ کے حکم سے آئیں ہیں آپس میں ہندوستانی لوگ اہلکاران سرکاری سے پوچھتے تھے کہ تمہارے پاس بھی چھٹی آئی۔ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ تم بھی بسبب لالچ نوکری کے کرسٹان ہو گئے ان چھٹیوں نے یہاں تک ہندوستانی اہلکاروں کو الزام لگایا کہ جن پاس چھٹیاں آئیں تھیں وہ مارے شرمندگی اور بدنامی کے چھپاتے تھے اور انکار کرتے تھے ہمارے پاس تو

نہیں آئی لوگ جواب دیتے تھے کہ اب آجاویگی کیا تم سرکار کے نوکر نہیں ہو اگر سچ پوچھو تو یہ چٹھیاں تمام ہندوستانیوں کے غلط شبہات کو پکا اور مستحکم کرنے والی تھیں چنانچہ اُنہوں نے کردیا اور اُسکے مٹانے کو کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی +

کچھ عجب نہ تھا کہ اُسی زمانہ میں کچھ برہمی اور تھوڑا بہت فساد ملک میں شروع ہو جاتا چنانچہ اُس وقت کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے مگر جناب معلی القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال نے بہت جلد خبر لی اور ایک اشتہار جاری کیا جس سے فی الجملہ لوگوں کے دلوں میں تسلی ہوئی اور وہ اضطرار جو ہو گیا تھا دھیما ہوا۔ مگر جیسا کہ چاہیئے ویسا قلع اور قمع اس کا نہ ہوا لوگ سمجھے کہ یہ بات بالفعل موقوف ہو گئی پھر کبھی قابو کے وقت پر جاری ہو گی۔ پادری صاحبان اے ایڈمنڈ کی چٹھی اور نواب معلے القاب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال کا اشتہار آخر کتاب میں مندرج ہے وہاں دیکھو +

مسلمانوں کو بہ نسبت امور مذہبی سے زیادہ تر رنج ہونا اور اس کا سبب +

ان سب باتوں سے مسلمان بہ نسبت ہنود کے بہت زیادہ ناراض تھے اس کا سبب یہ ہے کہ ہندو اپنے مذہب کے احکام بطور رسم و رواج کے ادا کرتے ہیں نہ بطور احکام مذہب کے اُن کو اپنے مذہب کے احکام اور عقاید اور وہ دلی اور اعتقادی باتیں جن پر نجات عاقبت کی موافق اُن کے مذہب کے منحصر ہے مطلق معلوم نہیں ہیں اور نہ اُن کے برتاؤ میں ہیں۔ اس سبب سے وہ اپنے مذہب میں نہایت سست اور بجز اُن رسمی باتوں کے اور کھانے پینے کی پرہیز کے اور کسی مذہبی عقیدہ میں پختہ اور متعصب نہیں ہیں اُن کے سامنے اُن کے اُس عقیدہ کے جس کا دل میں اعتقاد چاہیئے برخلاف باتیں ہوا کریں اُن کو کچھ غصہ یا رنج نہیں آتا۔ برخلاف مسلمانوں کے وہ اپنے مذہب کے عقاید بموجب

جو باتیں کہ اُن کے مذہب میں نجات دینے والی اور عذاب میں ڈالنے
ہیں بخوبی جانتے ہیں اور ان احکام کو مذہبی احکام اور خدا کی طرف کے
احکام سمجھ کر کرتے ہیں اس سبب سے اپنے مذہب میں پختہ اور متعصب
ہیں ان وجوہات سے مسلمان زیادہ تر ناراض تھے اور ہندوں کی
بہ نسبت زیادہ تر فساد میں اُن کا شریک ہونا قرین قیاس تھا چنانچہ یہی
ہُوا بلاشبہ جتنی گورنمنٹ کی مداخلت مذہب میں خلاف قواعد ملک داری
ہے ویسا ہی کسی مذہب کی تعلیم کو روکنا علے الخصوص اُس مذہب کی
جس کو وہ حق سمجھتی ہے برخلاف اور بیجا ہے مگر ہمارا مطلب صرف
اتنا ہے کہ باوجودیکہ ہماری گورنمنٹ ایسی ہی ہے مگر کام اس طرح
پر ہوئے کہ رعایا یہ غلط شبہ رفع نہ ہُوا +

اصل دوم

جاری ہونا ایسے آئین اور ضوابط اور طریقہ حکومت کا جو ہندوستان کی حکومت اور ہندوستانیوں کی عادات کے مناسب نہ تھی

دوم اجرائے ضوابط آئین نامناسب

ایکٹ ۲۱ ۱۸۵۰ء

لیجس لیٹیف کونسل سے بھی امور مذہبی میں مداخلت ہوئی ایکٹ ۲۱
۱۸۵۰ء صاف مذہبی قواعد پر خلل انداز تھا پھر اس ایکٹ سے
ایک یہ بدگمانی لوگوں کو تھی کہ یہ ایکٹ خاص واسطے ترغیب عیسائی مذہب
قبول کرنے کے جاری ہُوا ہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر تھی کہ غیر مذہب کا
کوئی آدمی ہندوؤں میں شامل نہیں ہو سکتا پس ہندو نواس قانون
کے مفاد سے محروم تھے غیر مذہب کا آدمی اگر مسلمان ہو جاوے
تو اُس کو اپنے مذہب کی رُو سے جو اُس نے اختیار کیا ہے اپنے
مورثوں کا متروکہ جو غیر مذہب میں تھے لینا منع ہے پس کوئی نو مسلم کسی

اس ایکٹ سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا تھا البتہ عیسائی مذہب جس نے قبول کیا ہے وہ فائدہ مند ہوسکتا تھا اس سبب سے لوگ خیال کرتے تھے کہ علاوہ مداخلت مذہبی کے اس ایکٹ سے صاف ترغیب ہے ❊

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ع درباب بیوہ ہنود کے رسوم مذہبی میں خلل ڈالتا تھا گو اس میں بڑی بڑی بحثیں ہوئیں اور بیوستہ بھی لئے گئے مگر ہندو لوگ جو مذہب سے زیادہ پابند رسم و رواج کے ہیں اس ایکٹ کو نہایت ناپسند کرتے تھے بلکہ باعث اپنی ہتک عزت اور بربادی خاندان کا جانتے تھے اور یوں بدگمانی کرتے تھے کہ یہ ایکٹ اس مراد سے جاری ہوا ہے کہ ہنود کی بیوائیں خود مختار ہوجائیں اور جو چاہیں سو کرنے لگیں ❊

ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء

ضابطہ عورتوں کی فعل مختاری کا جو فوجداری عدالتوں میں جاری تھا کس قدر ہندوستانیوں کی عزت اور آبرو اور رسم اور رواج میں نقصان پہنچاتا تھا منکوحہ عورتیں تک فوجداری سے فعل مختار ہوگئیں ولیوں کی ولایت عورات پر سے اُٹھ گئی اور یہ باتیں صریح مذہب میں نقصان پہنچاتی تھیں دیوانی عدالت پر جو اس کا تدارک حوالہ کیا گیا تھا بلا شبہ ناکافی اور بیفایدہ تھا اور جس بات کا فی الفور تدارک ہونا از روے مذہب اور رسم و رواج کے چاہیئے تھا وہ ایسی تاخیر اور جھمیلے میں ڈالا گیا تھا کہ زیادہ تر فساد اُس سے برپا ہوتا تھا دیوانی کی ڈگریات بابت دلاپانے زوجہ کے بہت ہی کم تعمیل ہوئی ہونگی اکثر مقدمات ایسے نکلینگے کہ عورت نے غاصب کے گھر دو دو تین تین بچے بھی جن لئے اور ہنوز مدعی اُس کی نشاندہی کی تدبیر میں سرگرداں ہے ❊

عورتوں کی فعل مختاری ❊

چند ایکٹ اور قانون ایسے ہیں کہ جن کی رُو سے باوصف متحد المذہب ہونے متخاصمین کے برخلاف اُن کے مذہب کے مقدمات دیوانی عدالت سے فیصل ہوتے تھے ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہماری

بعض قوانین خلاف مذہب باوصف متحد المذہب ہونے متخاصمین کے

گورنمنٹ کسی مذہب کی طرفداری کرے مختلف مذہب ہونے کی صورت میں بلاشبہ انصاف کا لحاظ چاہئے بشرطیکہ وہ انصاف دونوں مذہبوں کے یا دونوں اہل مقدمہ کے معاہدہ کے برخلاف نہ ہوا جب طرفین متحد المذہب ہیں تو ضرور ہے کہ انہی کے مذہب یا انہی کے رسم و رواج کے مطابق مقدمات حقوق متعلقہ دیوانی کے فیصل ہوں *

ضبطی اراضی لاخراج

قوانین ضبطی اراضیات لاخراج جس کا آخر قانون ۲ ۱۸۱۹ء ہے حکومت ہندوستان کو نہایت مضر تھا ضبطی اراضیات نے جس قدر رعایائے ہندوستان کو ناراض اور بدخواہ ہماری گورنمنٹ کا کر دیا تھا۔ اس سے زیادہ اور کسی چیز نے نہیں کیا تھا سچ فرمایا تھا لارڈ منرو اور

لارڈ منرو اور ڈیوک آف ولنگٹن صاحب کا قول

ڈیوک آف ولنگٹن صاحب بہادر نے کہ ضبط کرنا معافیات کا ہندوستانیوں سے دشمنی پیدا کرنی اور ان کو محتاج کر دینا ہے میں بیان نہیں کر سکتا کہ ہندوستانیوں کو کس قدر ناراضی اور دلی رنج اور ہماری گورنمنٹ کی بدخواہی اور نیز کتنی مصیبت اور تنگی معاش اس سبب سے ان کو تھی۔ بہت سی معافیات صدہا سال سے چلی آتی تھیں۔ اور ادنےٰ ادنےٰ حیلہ پر ضبط ہو گئیں۔ ہندوستانی صاف خیال کرتے تھے کہ سرکار نے خود تو ہماری پرورش نہیں کی بلکہ جو جاگیر ہم کو اور ہمارے بزرگوں کو اگلے بادشاہوں سے دی تھیں وہ بھی گورنمنٹ نے چھین لیں پھر تو ہم کو اور کیا توقع گورنمنٹ سے ہے ضبطی اراضیات کے باب میں اگر ہماری گورنمنٹ کی طرف سے یہ عذر صحیح اور واقعی بھی سمجھا جاوے کہ اگر ضبطی اراضیات لاخراجی نہ ہوتی تو واسطے پورا کرنے اخراجات گورنمنٹ کے جس کو نہایت کفایت شعاری سے مان لینا چاہئے ہندوستانی آدمیوں سے اور کسی محصول کے لینے کی تدبیر کرنی پڑتی مگر رعایا کو اس سے کسی طرح پر تسلی اور جو مصیبت کہ ان پر پڑی

اُس کا دفعیہ نہیں ہو سکتا دیکھو اس زمانہ میں جہاں جہاں باغیوں نے اشتہارات واسطے بہکانے اور ورغلانے رعایا کے جاری کئے ہیں سب میں بجز دو باتوں کے یعنی مداخلت مذہبی اور ضبطی معافیات کے اور کسی چیز کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ دونوں باتیں اصلی منشاء اور بہت بڑا سبب ناراضی اہل ہند کا تھا علے الخصوص مسلمانوں کا جن کو یہ نقصان بہت زیادہ بہ نسبت ہندؤں کے پہنچا تھا ؛

نیلام زمینداری

اگلی عملداریوں میں بلا شبہ حقیقت زمینداری کی خانگی بیع اور رہن اور ہبہ کا دستور تھا مگر بہت کم ہوتا تھا اور جہاں تک ہوتا تھا برضامندی اور خوشی ہوتا تھا بعلت باقی یا بعلت قرضہ جبراً اور تحکماً نیلام حقیت کا کبھی دستور نہیں ہوا ہندوستان میں زمیندار اپنی موروثی زمینداری کو بہت عزیز سمجھتے ہیں اُس کے زوال سے اُن کو کمال رنج ہوتا ہے اگر خیال کیا جاوے تو ہندوستان میں ہر ایک محال زمینداری کا ایک چھوٹی سی سلطنت دکھائی دیتی ہے۔ قدیم سے سب کی رضامندی سے ایک شخص سردار ہوتا ہے وہ ایک بات تجویز کرتا تھا اور ہر ایک حقیت دار بقدر اپنے حصہ زمینداری کے بولنے کا اور دخل دینے کا اختیار رکھتا تھا رعیت باشندہ دیہہ کے چودھری بھی حاضر ہو کر کچھ کچھ گفتگو کرتے تھے اگر کسی مقدمہ نے زیادہ طول پکڑا تو کسی بڑے گانوں کے مقدم اور سردار کے حکم سے فیصلہ ہو گیا۔ ہندوستان کے ہر ایک گانوں میں بہت خاصی صورت ایک چھوٹی سلطنت اور پارلیمنٹ کی موجود تھی۔ بیشک بادشاہ کو جس قدر اپنی سلطنت جانے کا رنج ہوتا تھا اُتنا ہی زمیندار کو اپنی زمینداری جانے کا غم تھا ہماری گورنمنٹ نے اس کا مطلق خیال نہ کیا ابتدائے عملداری سے آج تک شاید کوئی گانوں باقی ہو گا جس میں تھوڑا

بہت نہ انتقال ہُوا ہو۔ ابتدا ابتدا میں ان نیلاموں نے ایسی بے ترتیبی سے کثرت پکڑی کہ تمام مُلک اُلٹ پلٹ ہو گیا پھر ہماری گورنمنٹ نے اُسکے تدارک کو قانون اول ۱۸۲۱ء جاری کیا اور ایک کمیشن مقرر ہوا اُس سے اور صدہا قسم کی خرابیاں برپا ہو گئیں یہاں تک کہ یہ کام حسب دلخواہ انجام نہ ہو سکا اور آخر کار یہ محکمہ بند ہو گیا *

اِس مقام پر ہم یہ گفتگو کرنی نہیں چاہتے کہ اگر سرکار وصول مالگذاری کا قاعدہ مقرر نہ کرتی تو پھر کیا کرتی اور جب کہ زمین مالگذاری سرکار میں مستغرق اور اُس کی ذمہ دار سمجھی جاتی ہے کیوں نہیں نیلام ہوتی کیونکہ ہم اس مقام پر صرف یہ بات بیان کرتے ہیں کہ سرکشی کے یہ اسباب ہوئے خواہ اِن سببوں کا ہونا مجبوری ہُوا خواہ ناواقفی سے اور اگر اس امر کی بحث دیکھنی ہو تو ہماری دوسری رائے طریقہ انتظام ہندوستان میں ہے اس کو دیکھو مگر اتنی بات یہاں لکھ دیتے ہیں کہ زمین کا مالگذاری میں مستغرق سمجھنا بہت قابل مباحثہ کے ہے درحقیقت دعوئے سرکار کا پیداوار پر ہے نہ زمین پر *

بعوض زر زرشدہ نیلام حقیت کے رواج نے بہت سے فساد برپا کئے مہاجنوں اور روپیہ والوں نے دم دیکر زمینداروں کو روپیہ دیئے اور قصداً اُن کی زمینداری چھیننے کو بہت فریب برپا کئے اور دیوانی میں ہر قسم کے جھوٹے سچے مقدمات لگائے اور قدیم زمینداروں کو بیدخل کیا اور خود مالک بن گئے ان آفات نے تمام ملک کے زمینداروں کو ہلا ڈالا *

منتقی بندوبست

بندوبست مالگذاری جو ہماری گورنمنٹ نے کیا نہایت قابل قابل تعریف ہے مگر اگلے بندوبستوں کی نسبت سنگین ہے اگلی عملداریوں میں بطور خام تحصیل مالگذاری لیجاتی تھی شیر شاہ نے ایک تہائی پیداوار کا حصہ گورنمنٹ مقرر کیا تھا کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ میں بہت مشکلیں تھیں اور گورنمنٹ کو نقصان بھی متصور تھا مگر کاشتکار سب آباد رہتے تھے کسی کو ٹوٹا دینا نہ پڑتا تھا۔ اکبر اول نے اسی بندوبست کو یعنی

پیداوار کا تہائی حصہ لینا پسند کیا اور اسی کو جاری کیا مگر بندوبست پختہ کر دیا جس کا ذکر لارڈ الفنسٹن صاحب کی عمدہ تاریخ میں مندرج ہے اور آئین اکبری میں بھی اُس کا بیان ہے اکبر نے اقسام زمین کے مقرر کئے:۔

اول۔ قسم کی زمین سو جس کا نام پولچ تھا اور ہر سال بوئی جاتی تھی برابر مالگذاری کا حصہ لیا جاتا تھا +

دوم۔ قسم کی زمین جس کا نام پڑوتی تھا اور ہمیشہ کاشت نہ ہوتی تھی بلکہ چند سے واسطے زور بڑھانے کے چھوڑ دیتے تھے اُس زمین سے انہیں سالوں کی بابت مالگذاری لیجاتی تھی جس میں وہ کاشت ہوتی تھی +

سوم۔ قسم کی زمین جس کا نام چچر تھا اور زمین چار برس سے بے زرد تھی اور اُس کی درستی کے لئے خرچ بھی درکار ہوتا تھا اول سال زراعت میں کچھ دلیا جاتا تھا اور پھر بڑھتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پانچویں میں پورا ہوتا تھا +

چہارم۔ قسم زمین جس کا نام بنجر تھا اور پانچ برس سے زیادہ بے زرد پڑی تھی +

اور بھی ملایم شرطیں تھیں اس خام بندوبست کا نقدی سے بدلنا اس طرح پر تھا کہ پیداوار ہر بگیہ کی اور ہر قسم زمین کی اوسط کے حساب سے غلہ کے وزن پر نکالی جاتی تھی مثلاً بگیہ پیچھے نو من غلہ کی اوسط پیداوار نکالی اور تین من غلہ اُس بگیہ کا کاشتکار سے لینا حصہ گورنمنٹ ٹھیر گیا پھر اوسط نرخ ناموں سے قیمت غلہ قرار دیگئی اور وہ نقدی اُس بگیہ کی ٹھیر گئی پھر اُس میں بڑی رفاہ یہ تھی کہ اگر کاشتکار بعوض نقدی گرانی نرخ سمجھ کر تین من غلہ دیدے تو اُس کو اختیار تھا۔ سرکاری بندوبست میں ان میں سے بہت

باتوں کا خیال نہیں رہا افتادہ زمین پر پورا محصول لگ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زور بڑھانے کو کچھ دنوں افتادہ رکھنا تھا اُس کی منہائی نہیں ہوئی ہر سال برابر جوتے جانے سے روز کم ہوتا گیا پیداوار کم ہونے لگی جو حساب کہ بندوبست کے وقت لگایا تھا وہ نہ رہا اکثر اضلاع میں ہر ایک بندوبست سخت ہو گیا زمینداروں کاشتکاروں کو نقصان عاید ہوئے رفتہ رفتہ وہ بے سامان ہو گئے زراعت کا سامان بہت کم ہو گیا اور اس سبب سے جو زمین کاشت کرتے تھے وہ جیسا کہ چاہئے کمائی نہ گئی اس سبب سے بھی کمی پیداوار ہوئی ادائے مالگذاری کے لئے وہ قرضدار ہوئے سود قرضہ زیادہ ہونے لگا بہت سے زمیندار مالگذار جو بہت اچھا سامان اور معقول خرچ رکھتے تھے مفلس ہو گئے جن دیہات میں افتادہ زمین سوا تھی وہ اور زیادہ خراب ہو گئی انربل ٹامسن صاحب بہادر اپنے ہدایت نامہ کی دفعہ ۶۴ میں لکھتے ہیں کہ آئین نہم ۱۸۳۳ء کے بندوبست میں علی العموم یہ بات نظر آتی ہے کہ اچھے دیہات کی جمع کچھ نرم تجویز ہوئی اور خراب دیہات کی جمع سنگین ہو گئی۔ زمینداروں کی ناجائز منفعتیں جاتی رہیں۔ اگرچہ یہ بات بہت اچھی تھی مگر بندوبست کے وقت اُس کی رعایت چاہئے تھی جو نہ ہوئی غرضکہ ان اسباب سے زمینداروں اور کاشتکاروں کو مفلسی نے گھیر لیا تھا جس کے سبب باوجود اس امن اور آسائش کے جو زمینداروں کو تھی اُن کے دل سے پچھلی عملداریوں کی یاد بھولتی نہ تھی ❖

تعلقہ داریوں کا شکست علی الخصوص اودھ میں ❖

تعلقہ داری بندوبست کا شکست کر دینا اگرچہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس میں کچھ اس میں کچھ ناانصافی ہوئی عمدہ سبب فساد کا ہوا خصوصاً ملک اودھ میں یہ تعلقہ دار راجہ بنے ہوئے تھے اپنی تعلقہ داری کے دیہات میں حکومتیں کرتے تھے نفع اٹھاتے تھے وہ بادشاہت اور منفعت

اُن کی دفعتاً جاتی رہی اس باب میں بھی کہ اگر سرکار یہ نکرتی تو اصل زمینداروں کو ان ظالموں کو ہاتھ سے کیونکر نکالتی اس مقام پر بحث نہیں کرنے کے بلکہ اس کی بحث ہماری دوسری رائے میں ہے یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ شکست تعلقہ داری بھی سبب سرکشی ہے ؛

اسٹامپ

اسٹامپ کا جاری ہونا بالکل ایک ولایتی پیداوار ملک کا قاعدہ ہے جہاں زمین کی آمدنی گویا کہ نہیں لیجاتی ہندوستان میں اس کا جاری کرنا اور پھر رفتہ رفتہ اُس کی قیمت میں اضافہ ہوتا جاتا جس کی انتہا اب قانون دہم ۱۸۶۲ء میں ہے بلاشبہ خلاف طبائع اہل ہند بلکہ بنظر حالات مفلسی اہلہند نامناسب تھا اسٹامپ کے جاری ہونے میں پہلے لوگ بہت بحث کر گئے ہیں اور بہت سی دلیلیں پیش ہوئی ہیں کہ اس کا اجرا مفید ہے اور بہت غالب تر دلیلیں ہوئی ہیں کہ اصلی بات برخلاف اس کے ہے مگر ہم اس مقام پر اُن سب بحثوں سے قطع نظر کرتے ہیں اور اتنا لکھنا کافی سمجھتے ہیں کہ اُن بحثوں کی حاجت اُن ملکوں میں ہے جہاں کی رعایا تربیت یافتہ اور متمول اور راست باز معاملہ فہم ہے ۔ ہندوستان کی رعایا جو دن بدن مفلس ہوتی جاتی ہے وہ ہرگز اِس زیرباری اُٹھانے کے لایق نہیں سب عقلا اس محصول کو ناپسند کر گئے ہیں اُن کا قول ہے کہ دستاویزات پر محصول لگانا جتنا قابل الزام اور بوجہ محض ہے اُس سے زیادہ بُرا وہ محصول ہے جو کا عدالت پر انصاف کرنے کے لئے لیا جاتا ہے علاوہ زیرباری اخراجات کی بہت سی صورتوں میں عدالت گستری سے باز رکھتا ہے چنانچہ مل صاحب کی کتاب پولیٹکل اکونمی اور لارڈ بروم صاحب کی پولیٹکل فلوزوفی اس کے ناپسندیدہ ہونے سے پُر ہیں اور جس قدر کہ ولایت میں اُس پر عذر ہے اُس سے بہت زیادہ ہندوستان میں اس کے رواج پر الزام ہے ؛

دیوانی عدالت کا انتظام پنجاب سے اچھا ہے مگر اصلاح طلب ہے

دیوانی عدالت کا انتظام جو پریسیڈنسی بنگال اور آگرہ میں ہے وہ نہایت شایستہ ہے اُس کو اس قدر ہیں کچھ مداخلت نہیں میں جانتا ہوں کہ اکثر حکام کی رائے اِس کے برخلاف ہوگی اور پنجاب کی انتظام کو پسند کرتے ہونگے مگر یہ گفتگو نہایت قابل بحث کے ہے قانون پنجاب کا ایک مجمل مطلب ہے اُنہی قوانین کا جو اِس ملک میں جاری ہیں اُن کے بسط اور پھیلاؤ اور عمل درآمد کیواسطے قواعد مقرر نہیں ہیں ہر حاکم اس میں خود مختار ہے سب حاکموں کی رائے سلیم ہونی ضرور نہیں ہے پھر اس میں کس قدر خرابیاں انجام کو پڑنی متصور ہیں دیوانی کا محکمہ سب محکموں سے زیادہ تر عمدہ ہے جس پر نہایت اہتمام چاہیئے۔ یہی محکمہ ہے جس پر آبادی ملک اور اجراے تجارت اور افزونی بنج بیوپار و استحکام حقوق منحصر ہیں۔ پنجاب میں یہ محکمہ نہایت کم قدر ہو رہا ہے حکام مطلق متوجہ نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ متوجہ ہونے کی فرصت نہیں جس قدر مقدمات غور طلب بہ سبب انتقالات اور معاملات کثیر اور بہ سبب زیادہ مدت ہو جانے عملداری سرکار کے اِس ملک میں ان ملکوں کی عدالتوں میں در پیش ہوتے ہیں وہ ابھی تک پنجاب میں نہیں اور جب ہونگے تو اس میں کچھ شک نہیں کہ قوانین پنجاب اُن کی درستی سے فیصلہ کرنے کو کافی نہیں اس غدر میں دیوانی عدالت کا جس قدر اثر پایا جاتا ہے وہ صرف اتنا ہے اول انتقالات حقیت۔ دوم متقروض ہونا یا مدیون ڈگری ہونا لوگوں کا کہ یہ دونوں باتیں آپس کے فساد کی باعث ہوئیں مقابلہ سرکار کی ان باتوں سے آپس میں دلی رنج تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عملداری کو سستی ہوتی ہے آپس کے تنازع سے فسادات برپا ہوتے ہیں پھر ان دونوں باتوں میں جو لوگوں کو آپس میں رنج تھا سب سے بڑا اُس کا سبب یہ تھا کہ انتقالات نا واجبی اور قرضہ

ناجائز لوگوں کے سر پر ہو گیا تھا وہ جھوٹی ڈگریوں ہو گئے تھے اور اسی سبب سے دیوانی عدالت پر الزام لگایا جاتا ہے خیال کرنا چاہئے کہ جس قدر کم توجہی اور ابتری اور سرسری تحقیقات اور خود اختیاری حکام مجوز مقدمات دیوانی کی پنجاب میں ہے وہ بہت اس سے زیادہ خرابیاں پیدا کرےگی دیوانی عدالت کی تاثیر دس برس میں ظاہر نہیں ہوتی۔ پچاس برس بعد پنجاب کو ممالک مغربی شمالی کے انتظام اور تاثیر عدالت دیوانی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ اب ہم اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ پریسیڈنسی بنگال اور آگرہ کا قانون متعلق مقدمات دیوانی قابل اصلاح ہے انفصال مقدمات میں بہت تاخیر ہوتی ہے اسٹامپ کے بیش قیمت ہونے سے اپیل کے ہر مقدمہ میں بہت سے درجات قایم ہونے سے لوگوں کو زیرباری ہے حکام دیوانی کو بعض قسم کا اختیار نہ دینے سے انفصال مقدمات میں ہرج تھا۔ سو اُس کو ایکٹ ۱۹ ۱۸۵۳ء نے کچھ کچھ رفع کیا اور جس قدر باقی ہے وہ قابل اصلاح ہے اِس میں اگر زیادہ گفتگو دیکھنی منظور ہو ہماری دوسری رائے کو جو درباب انتظام ہندوستان ہے اُس کو ملاحظہ کرو۔

اصل سوم

ناواقف رہنا گورنمنٹ کا رعایا کے اصلی حالات اور اطوار اور عادات اور ان مصائب سے جو اُن پر گذرتے تھے اور جن سے رعایا کا دل ہماری گورنمنٹ سے پھٹتا جاتا تھا

سوم ناواقفیت گورنمنٹ حال رعایا سے

اِس میں کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ کو رعایا کے حالات اور اطوار اور جو دکھ اُن کو تھے اُن کی اطلاع نہ تھی اور اطلاع نہ ہونیکا کیا سبب تھا کیونکہ حالات اور اطوار کی اطلاع اختلاط اور ارتباط

اور باہم آمد رفت بے تکلفانہ سے ہوتی ہے اور یہ بات جب ہوتی ہے کہ ایک قوم دوسری قوم میں ملجل کر اور محبت اور اخلاص پیدا کر کر بطور ہموطنوں کے توطن اختیار کرے جیسا کہ مسلمان غیر مذہب اور غیر ملک کے رہنے والوں نے ہندوستان میں توطن اختیار کر کے پیدا کیا اور غیر ملکیوں سے برادرانہ راہ و رسم پیدا کی مگر درحقیقت ہماری گورنمنٹ کو یہ بات جو اصلی سبب رعایا کے حالات کی اطلاع کا ہے حاصل نہیں ہوسکتی اور نہ اس طرح کی سکونت مختلطانہ ہماری کو ہونی متخیل ہے اب رہی یہ بات کہ رعایا خود اپنے مصائب کی اطلاع کرتی تو اس کا قابو رعایا کو نہ تھا کیونکہ رعایاے ہندوستان کو تجا ویز گورنمنٹ میں ذرا بھی مداخلت نہ تھی اور اگر کسی نے کچھ بیقاعدہ کوئی عرضی پرچہ بھیجا یا بحضور نواب گورنر جنرل بہادر پیش کیا وہ بطور استغاثہ تصور کیا گیا نہ بطور استحقاق مداخلت تجاویز گورنمنٹ میں اور اسی لئے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا اب ضرور ہوا کہ کوئی اور شخص حالات رعایا کی اطلاع گورنمنٹ میں کرے وہ اطلاع منحصر تھی حکام متعہد اضلاع کی رپورٹ پر وہ خود اس سے ناواقف تھے اور کوئی راہ نہ تھی اُن کو اطلاع حاصل ہونے کو اور اُن کی عدم توجہی اس باب میں اور اُن کی نازک مزاجی ایک مشہور بات ہے اُن کے رعب سے سب ڈرتے تھے کسی کو سچی بات علی الخصوص وہ کہ جو مخالف طبع اور مزاج حاکموں کے ہوتی تھی کہنے کا مقدور نہ تھا ہر شخص ملازم اور درباری رئیس سب ڈر کے مارے خوشامد کی بات کہتے تھے اور ہماری گورنمنٹ نے جو درحقیقت گورنمنٹ نوعیہ ہے ان باتوں سے گورنمنٹ شخصیہ کی صورت پیدا کی تھی پھر یہ طریقہ اطلاع حالات رعایا کا بذریعہ حکام اضلاع ناکافی ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت معلوم تھا اِس لئے حالات رعایا کے ہمیشہ ہماری گورنمنٹ سے مخفی رہے جو نیا قانون گورنمنٹ سے جاری ہوا

حکام اضلاع حالات رعایا سے مطلق واقف نہ تھے

اُس سے جو مضرت رعایا کے حال اور رفاہ اور فلاح کو پہنچی اُس کا رفع کرنے والا اور اُس کی خبر دینے والا کوئی نہ تھا اس قسم کے امور میں کوئی غمخوار رعایا کا نہ تھا بجز اُن کے لہو کے جو جل جل کر اُن کے بدن میں رہتا تھا اور بجز ان کی بیکسی کے جس پر وہ آپ رو رو کر چپ رہتے تھے *

مفلسی ہندوستان علی الخصوص مسلمانوں کی *

نوکریاں بہت قلیل تھیں روزگار پیشہ جو غالباً مسلمان تھے بہت تنگ تھے

مفلسی اور تنگی معاش ہندوستان کی رعایا کو ہماری گورنمنٹ کی حکومت میں کیوں نہ ہوتی سب سے بڑی معاش رعایا ہندوستان کی نوکری تھی اور یہ ایک پیشہ گنا جاتا تھا اگرچہ ہر ایک قوم کے لوگ روزگار نہ ہونے کے شاکی تھے مگر شکایت سب سے زیادہ مسلمانوں کو تھی غور کرنا چاہیئے کہ ہندو جو اصلی باشندہ اس ملک کے ہیں زمانہ سلف میں اُن میں سے کوئی شخص روزگار پیشہ نہ تھا بلکہ سب لوگ ملکی کاروبار میں مصروف تھے برہمن کو روزگار سے کچھ علاقہ نہ تھا بیس برن جو کہلاتے ہیں وہ ہمیشہ بیوپار اور مہاجنی میں مصروف تھے چھتری جو اس ملک کے کسی زمانہ میں حاکم بھی تھے پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ وہ بھی روزگار پیشہ نہ تھے بلکہ زمین سے اور ایک ایک ٹکڑہ زمین کی حکومت سے بطور بھیا چارہ علاقہ رکھتے تھے سپاہ اُن کی ملازم نہ تھی بلکہ بطور بھائی بندی کے وقت پر جمع ہو کر لشکر آراستہ ہوتا تھا جیسا کہ کچھ تھوڑا سا نمونہ روس کی مملکت میں پایا جاتا ہے البتہ قوم کایت اس ملک میں قدیم سے روزگار پیشہ دکھلائی دیتے ہیں مسلمان اس ملک کے رہنے والے نہیں ہیں اگلی بادشاہوں کے ساتھ بوسیلہ روزگار کے ہندوستان میں آئے اور یہاں توطن اختیار کیا اس لئے سب کے سب روزگار پیشہ تھے اور کمی روزگار سے اُن کو زیادہ تر شکایت بہ نسبت اصلی باشندوں اس ملک کے تھی عزت دار سپاہ کا روزگا جو یہاں کی جاہل رعایا کے مزاج سے زیادہ تر مناسبت رکھتا ہے

ہماری گورنمنٹ میں بہت کم تھا۔ سرکاری فوج جو غالباً مرکب تھی تلنگوں سے اس میں اشراف لوگ نوکری کرنی معیوب سمجھتے تھے سواروں میں البتہ اشرافوں کی نوکری باقی تھی مگر وہ تعداد میں اس قدر قلیل تھی کہ اگلی سپاہ سوار سے اس کو کچھ بھی نسبت نہ تھی علاوہ سرکاری نوکری کے اگلے عہد کے صوبہ داروں اور سرداروں اور امیروں کے گج کے نوکر ہوتے تھے کہ اُن کی تعداد بھی کچھ کم خیال کرنی نہیں چاہئے۔ اب یہ بات ہماری گورنمنٹ میں نہیں ہے اس سبب سے رعایا کو حد سے زیادہ قلت روزگار تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب باغیوں نے لوگوں کو نوکر رکھنا چاہا ہزارہا آدمی نوکری کو جمع ہوگئے اور جیسے بھوکا آدمی قحط کے دنوں اناج پر گرتا ہے اُسی طرح یہ لوگ نوکریوں پر جا گرے ؎

ملحد گرسنہ در خانۂ خالی بر خواں
عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد

بہت سے آدمی صرف آنہ ڈیڑھ آنہ یومیہ پر نوکر ہوئے تھے اور بہت سے آدمی بعوض یومیہ کے سیر ڈیڑھ سیر اناج پاتے تھے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کی رعایا جیسی نوکری کی خواہشمند تھی ویسی ہی مفلسی اور ناداری سے محتاج اور تنگ تھی ✦

اسی مفلسی کے سبب لوگوں کا ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ یومیہ یا سیر بھر اناج پر باغیوں کی نوکری اختیار کرنا ✦

ایک اور راہ تھی اگلی عملداریوں میں آسودگی رعایا کی یعنی جاگیر روزینہ انعام اکرام جب شاہجہان تخت پر بیٹھا تو صرف بروز تخت نشینی چار لاکھ بیگہ زمین اور ایکسو بیس گانوں جاگیر میں اور لاکھوں روپیہ انعام میں دیئے یہ بات ہماری گورنمنٹ میں یک قلم مسدود تھی بلکہ پہلی جاگیریں بھی ضبط ہوگئی تھیں جس ضبطی کے سبب ہزارہا آدمی نان شبینہ کو محتاج ہو گئے تھے۔ زمینداروں کاشتکاروں کی مفلسی کا حال ہم پہلے بیان کر چکے اہل حرفہ کا روزگار بسبب جاری اور رائج ہونے اشیاء تجارت ولایت کے بالکل جاتا رہا تھا یہاں تک کہ ہندوستان

جاگیراتی پنشن اور انعام نہ ہونے سے ہندوستان کا زیادہ محتاج ہونا

میں کوئی سوئی بنانے والی اور دیا سلائی جلانے والی کو بھی نہیں پوچھتا تھا جولاہوں کا تار تو بالکل ٹوٹ گیا تھا جو بد ذات سب سے زیادہ اس ہنگامہ میں گرمجوش تھے خدا کے فضل سے جب کہ ہندوستان بھی سلطنت گریٹ برٹن میں داخل تھا تو سرکار کو رعایا کے اس تنگی حال پر توجہ کرنی اور اُن کے روحانی غم اور دلی رنجشوں کے مٹانے میں سعی کرنی ضرور تھی +

کمپنی نوٹ سے ملک کی زیرباری

کمپنی نوٹ سے ایک نئی طرح کی زیرباری ملک ہوئی تھی جو کسی پہلی عملداری میں اس کی نظیر نہیں ہے جتنا روپیہ قرض لیا گیا تھا اُس کے سود کے وصول کرنے کی تدبیر بلکہ سود اور اخراجات اور انتفاع کے وصول کرنے کی تدبیر ملک سے ہوتی تھی غرضکہ ہر طرح ملک مفلس اور محتاج ہوگیا اگلی خاندان جن کو ہزاروں کا مقدور تھا -

صرف مفلسی کے سبب سے رعایا کا تبدل عملداری چاہنا +

معاش سے بھی تنگ تھے اور یہ ایک اصلی سبب ناراضی رعایا کا گورنمنٹ سے تھا لوگوں کے دل جو تبدل عملداری کو چاہتے تھے اور نئی عملداری کے راغب اور دل سے اُس سے خوش تھے میں بہت سچ کہتا ہوں کہ اسی سبب سے تھے ہم سچ کہتے ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم بہت سچ کہتے ہیں جب افغانستان سرکار نے فتح کیا لوگوں کو بڑا غم ہوا - کیا سبب تھا صرف یہ تھا کہ اب مذہب پر علانیہ دست اندازی ہوگی جب گوالیار فتح ہوا پنجاب فتح ہوا اودھ لیا گیا لوگوں کو کمال رنج ہوا کیوں ہوا اس لئے ہوا کہ اِن پاس کی ہندوستانی عملداریوں سے ہندوستانیوں کو بہت آسودگی تھی نوکریاں اکثر ہاتھ آتی تھیں ہر قسم کی ہندوستانی اشیا کی تجارت بکثرت تھی اُن عملداریوں کے خراب ہونے سے زیادہ افلاس اور محتاجی ہوتی جاتی تھی ہماری گورنمنٹ کی عملداری میں خوبیاں اور بھلائیاں بھی حد سے زیادہ تھیں میں سب پر عیب نہیں لگاتا بقول شخصے ؎

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند

امن اور آسائش اور آزادی۔ رستوں کا صاف ہونا ڈاکوؤں ہزنوں ٹھگوں کا نیست و نابود ہونا۔ سڑکوں کا آراستہ ہونا۔ مسافروں کی آسایش۔ بیوپاریوں کا مال دُور دُور پہنچنا۔ غریب اعلٰے اور ادنٰے کے خطوط دور دست ملکوں میں برابر پہنچنا۔ خونریزی اور خانہ جنگی کا بند ہونا۔ زیردست زبردست کا زور اُٹھنا اور اسی قسم کی بہت سی باتیں ایسی اچھی ہیں کہ کسی عملداری میں نہ ہوئی ہیں نہ ہونگی مگر غور کرو کہ ان باتوں سے وہ مصیبت جس کا ہم ذکر کرتے ہیں نہیں جاتی ایک اور بات دیکھو کہ یہ نفع عملداری کا جو مذکور ہوا کن لوگوں کو زیادہ تر تھا۔ اول عورتوں کو کہ سب طرح آسایش میں تھیں خانہ جنگی میں اولاد کا مارا جانا۔ چور ٹھگوں کے ہاتھ سے لُٹنا۔ عاملوں کے ہاتھ سے خاوندوں اور بچوں کا محفوظ رہنا اور ہزار ہا طرح کے مصائب سے محفوظ تھیں۔ پھر دیکھو لوکس قدر خیر خواہ اور مداح سرکار کی عملداری کی تھیں۔ مہاجن اور تجارت پیشہ لوگ بہت آسائش سے تھے پھر ان میں کوئی بھی بدخواہ نہ تھا۔ حاصل یہ کہ جن لوگوں کو عملداری سرکار سے نقصان نہیں پہنچا تھا ان میں سے کوئی بدخواہ نہ ہوا ✦

اصل چہارم

ترک ہونا اُن امور کا ہماری گورنمنٹ کی طرف سے جن کا بجا لانا ہماری گورنمنٹ پر ہندوستان کی حکومت کے لئے واجب اور لازم تھا ✦

چھا نہ کرنا اُن باتوں کا جن کا کرنا گورنمنٹ پر واجب تھا

جو مراتب کہ ہم اس مقام پر لکھتے ہیں گو وہ ہمارے بعض حکام کے ناگوار طبع ہوں مگر ہم کو سچ لکھنا اور دل سے کھول کر کہنا اس مقام بہت ضرور ہے یہ وہ بات ہم کہتے ہیں کہ جس سے جنگلی وحشی جانور دام میں آتے ہیں درندے رام ہوتے ہیں انسان کی تو کیا حقیقت ہے

محبت اور اتحاد کا ہندوستانیوں سے نہ کرنا ✦

کہ لارڈ بیکنز ایسیز کافی نہیں کہ ہم اس مقام پر دوستی اور محبت اور ربط اور اتحاد کے فائدہ بیان کریں ہاں اتنی بات بیان کرنی ضرور ہے کہ آپس کی محبت اور ہمسایہ کی دوستی سے گورنمنٹ اور رعایا کی محبت بہت بڑھ کر ہے دوست کو ایک شخص سے دوستی کرنی پڑتی ہے۔ اور گورنمنٹ کو اپنی تمام رعایا سے محب اور محبوب صرف دو شخص ہوتے ہیں جو دلی ارتباط سے ایک گنے جاتے ہیں گورنمنٹ کو تمام رعایا سے ایسا ارتباط پیدا کرنا پڑتا ہے کہ رعیت اور گورنمنٹ سب مل کر ایک تن ہو جاویں ؎

رعیت چو بیخ است و سلطاں درخت
درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کیا یہ بات ہندوستان میں ہماری گورنمنٹ سے نہیں ہو سکتی تھی کیوں نہ ہو سکتی تھی اس لئے کہ ہم کو دن رات تجربہ ہوتا ہے کہ دو غیر ملک اور مختلف مذہب کے آدمیوں میں دلی اتحاد ہوتا ہے اس صورت میں کہ وہ اتحاد کرنا چاہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دو ہم قوم اور ہم مذہب اور ہم وطن آدمیوں میں کمال عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اس سے ثابت ہے کہ محبت اور اتحاد اور دوستی ہونے کو اتحاد مذہب اور ہم وطن اور ہم قوم ہونا ضرور نہیں کیا پاؤل مقدس کی یہ نصیحت حکمت آمیز نہیں ہے کہ جیسے ہم تم سے محبت کرتے ہیں ویسا ہی خداوند تمہاری محبت آپس میں اور دوسروں کے ساتھ بڑھنے اور زیادہ ہونے دیوے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ صرف اپنے پڑوسیوں اور ہم قوموں سے بلکہ سب سے یہاں تک کہ دشمنوں سے سچی محبت ہو اور وہ محبت اور مہربانی روز بروز بڑھتی جاوے اور کیا مسیح مقدس کا یہ قول دل کو تسلی دینے والا نہیں ہے کہ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں ویسا ہی تم بھی اُن سے کرو کیونکہ توریت اور نبیوں کی کتاب کا

پاؤل کا خط باب ۳ درس

متی باب ورس ۱۲

خلاصہ یہی ہے مراد مسیح مقدس کی اس نصیحت سے محبت ہے غرضکہ کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ محبت اور اتحاد بہت عمدہ چیز ہے اور بہت اچھے نتیجہ دیتی ہے اور بہت سی بُرائیوں کو روکتی ہے آج تک ہماری گورنمنٹ نے یہ محبت ہندوستان کی رعایا کے ساتھ پیدا نہیں کی ✦

یہ بھی ایک قاعدہ محبّت کا جبلّت انسانی بلکہ حیوانی میں بھی قدرتی پیدا کیا گیا ہے کہ اعلےٰ کی طرف سے ادنےٰ کی طرف محبّت چلتی ہے باپ کی محبت اپنے بیٹے کی طرف پہلے اُس سے شروع ہوتی ہے کہ بیٹے کو باپ سے ہے اسی طرح مرد کی محبت اپنی عورت کی طرف عورت کی محبت سے جو مرد کی طرف ہے مقدم ہے اسی بنا پر یہ بات ہے کہ ادنےٰ جو اعلےٰ سے محبت شروع کرے وہ خوشامد گنی جاتی ہے نہ محبت اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ ہماری گورنمنٹ کو اول چاہئے تھا کہ رعایا کے ساتھ محبت اور اتحاد کرنے میں تقدم کرتی پھر محبت کا یہ قاعدہ جو ہزارہا تجربہ سے حاصل ہوا ہے کہ خواہ نخواہ محبت دوسرے کی دل میں اثر کرتی ہے اور اپنی طرف کھینچ لاتی ہے رعایا کے دل میں اثر کرتی اور رعایا اُس سے زیادہ ہماری گورنمنٹ کی محبت بلکہ فریفتہ ہوجاتی ہے

عشق آں خانماں خرابے ہست
کہ ترا آورد بخانۂ ما

مگر افسوس کہ ہماری گورنمنٹ نے ایسا نہیں کیا ✦

اگر ہماری گورنمنٹ دعوےٰ کرے کہ یہ بات غلط ہے ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ محبت کی اور نیکی کا بدلا بدی پائی تو اس کا انصاف ہم خود گورنمنٹ کے سپرد کرینگے اگر یہ بات یوں ہی ہوتی تو رعایا کو بلاشبہ ہماری گورنمنٹ کی محبت سے زیادہ محبت ہوتی ۔ بیشک

بیشک محبت ایک دل کی چیز ہے جو کہے سے اور بنانے سے نہیں
بنتی ظاہر میں بھی اگرچہ اُس کے آثار پائے جاتے ہیں الا سچ یہ ہے
کہ نہ وہ بیان ہوسکتی ہے اور نہ نشان دیکھا سکتی ہے۔ مگر دل اُسکو
خوب جانتا ہے بلکہ اُس کے ہاتھ میں بلکہ اُس کے ہاتھ میں
ایک ایسی سچی ترازو ہے کہ وہ کمی بیشی کو بھی پہچانتا ہے ؎

دل را بدل رہے است دریں گنبد سپہر
از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر

ہماری گورنمنٹ نے اپنے آپ کو آج تک ہندوستانیوں سے
ایسا الگ اور اَن میل رکھا ہے جیسے آگ اور سوکھی گھاس ہماری گورنمنٹ
اور ہندوستانی پتھر کے دو ٹکڑے ہیں سفید و کالے کہ الگ الگ پہچانے
جاتے ہیں اور پھر ان دونوں میں ایک فاصلہ ہے کہ دن بدن زیادہ ہو
جاتا ہے حالانکہ ہماری گورنمنٹ کو ہندوستان کی رعایا کے ساتھ
ایسا ہونا چاہیئے جیسے ابرکیا پتھر کہ باوجود دو رنگ کے ایک ہوتا ہے
سفید رنگ میں سیاہ خال بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور
سیاہی میں سفیدی عجیب بہار دکھلاتی ہے +

ہم ناانصافی کی بات نہیں کہتے۔ ہماری گورنمنٹ کو بلاشبہ
عیسائیوں کے ساتھ ایک خاص محبت دینداری کی رکھنی چاہیئے مگر ہم
اپنی گورنمنٹ سے رعایاے ہندوستان پر وہ برادرانہ محبت اور
برادرانہ محبت پر وہ الفت چاہتے ہیں جس کی نصیحت پطرس مقدس نے
کی ہے اب غور کرو کہ ہمارے حکام اور ہندوستانیوں کا خون ایک
نہ تھا مذہب ایک نہ تھا رسم و رواج ایک نہ تھا دلی رضامندی رعایا کو نہ
تھی آپس میں محبت اور اتحاد نہ تھا۔ پھر کس بات پر ہمارے حکام
ہندوستان سے وفاداری کی توقع رکھتے تھے +

(حاشیہ: پطرس خط ۲ باب ۱ درس ۷)

ہندوستان کی پچھلی سلطنتوں کا حال دیکھو اول ہندوستان پر

(حاشیہ: پچھلی عملداریوں میں جبکہ ہندوستانیوں سے محبت نہ ہوئی آسایش نہیں ہوئی +)

مسلمانوں نے فتح پائی ترکوں اور پٹھانوں کی سلطنت میں ہندوستان
کی رعایا سے محبت اور میل جول نہ ہوا جب تک آسایش اور آسودگی
سلطنت نے صورت نہ پکڑی مغلیہ کی سلطنت میں اکبر اول کے عہد سے
یہ ملاپ بخوبی شروع ہوا اور شاہجہان کے وقت تک بدستور رہا
باوجودیکہ اس زمانہ میں بھی رعایا کو بے نظمی اصول سلطنت کے سبب
تکلیفیں پہنچتی تھیں مگر وہ زخم مندمل ہوجاتا تھا اُس برادرانہ محبت سے
جو آپس میں تھی ۱۶۵۸ء میں یعنی عالمگیر کے عہد میں یہ محبت ٹوٹ گئی
اور بہ سبب مقابلہ اور سرکشی قوم ہنود کے مثل سیواجی مرہٹہ وغیرہ کے
عالمگیر جملہ قوم ہنود سے ناراض ہوا اور اپنے صوبہ داروں کے نام
حکم بھیجے کہ جملہ قوم ہنود کے ساتھ یہ سخت گیری پیش آوے اور
ہر ایک سے جزیہ لے پھر جو مضرت اور ناراضی رعایا کو ہوئی وہ
ظاہر ہے غرضکہ ہماری گورنمنٹ نے سو برس کی عملداری میں بھی
رعایا سے محبت اور الفت پیدا نہ کی ✦

ہندوستانیوں کی بے توقیری

اس بات سے تو کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ رعایا کو باعزت
رکھنا اور ان کی تالیف کرنی یعنی اُن کے دلوں کو ہاتھ میں رکھنا
بہت بڑا سبب ہے پائداری گورنمنٹ کا تھوڑا ملے اور آدمی کی
عزت ہو تو وہ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے بہ نسبت اُس کے کہ بہت
ملے اور تھوڑی عزت ہو۔ بیعزتی کرنی کسی کی ایسی بد چیز ہے کہ آدمی
کے دل کو دُکھاتی ہے کہ یہی چیز ہے کہ بغیر ظاہری نقصان پہنچائے
عداوت پیدا کرتی ہے اور اس کا ایسا گہرا زخم ہوتا ہے کہ کبھی نہیں
بھرتا ہے

جراحات السنان لہا التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

تالیف کی خاصیت اس کے برخلاف ہے یہ وہ چیز ہے کہ اس سے

دشمن دوست ہوتا ہے اور دوستوں کی محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بیگانہ
یگانہ ہوتا ہے یہی چیز ہے کہ جس سے وحشی جنگل کے جانور چرند و پرند
تابع دام ہوتے ہیں۔ پھر اگر رعایا کے ساتھ ہو تو وہ کس قدر مطیع اور
فرمانبردار ہوں گے ابتدائے عملداری میں یہ چیز تھی کہ جس نے سب کے
دلوں کو ہماری گورنمنٹ کی طرف سے کھینچ لیا تھا ایک دلی اطاعت
پیدا کر دی تھی بیشک ہماری گورنمنٹ ان باتوں کو بھول گئی بلا شبہ
تمام رعایا ہندوستان کی اس بات کی شاہد ہے کہ ہماری گورنمنٹ
نے اُن کو نہایت بے قدر اور بے وقر کر دیا ہے۔ ہندوستان کے
اشراف آدمی کی ایک چھوٹے سے یورپین کے سامنے ایسی بھی قدر
نہیں ہے جیسی کہ ایک چھوٹے یورپین کی ایک بہت بڑے ڈیوک کے
سامنے یوں تصور کیا جاتا تھا کہ ہندوستان میں کوئی جنٹلمین نہیں
ہے ✦

حکام اضلاع کی سختی مزاجی اور بدزبانی

یہ سب باتیں یعنی محبت اور الفت اور عزت اور تالیف رعایا کی
گورنمنٹ کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے بوسیلہ اُن حکام متعہد کے جو
ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ہندوستان میں کارپردازی اور رعایا سے
معاملہ اور میل جول اور ملاقات رکھتے ہیں گورنمنٹ کا ارادہ کیسا ہی نیک
ہو وہ کبھی ظاہر نہ ہوگا جب تک یہ لوگ اُس کے ظاہر کرنے پر کمر نہ باندھیں
اگلے حکام متعہد کے عادات اور روش اور اخلاق بہت برخلاف تھے۔
حال کے حکام متعہد سے وہ پہلے لوگ بہت عزت کرتے تھے ہندوستانیوں
کی ہر طرح خاطر داری سے پیش آتے تھے اُن کے دلوں کو اپنے ہاتھ
میں رکھتے تھے دوستانہ اُن کے رنج و راحت کے شریک ہوتے
تھے باوجودیکہ بہت بڑی سرداری اور حکومت ہندوستان میں رکھتے تھے
اور تحشم اور رعب اور دبدبہ جو شایان حکومت ہے وہ بھی ہاتھ سے نہ
دیتے تھے پھر ایسی محبت اور عزت ہندوستانیوں کی کرتے تھے کہ

ہر ایک شخص ملک اُن کے اخلاق اور اُن کی محبت کا فریفتہ ہو جاتا تھا اور تعجب سے کہتا تھا کہ یہ کیسے اچھے لوگ ہیں کہ باوصف اِس حشمت و شوکت اور حکومت کے بیغرور رہیں اور کس طرح اخلاق سے ملتے ہیں ہندوستان میں جو لوگ بزرگ گنے جاتے تھے اُن سے اُسی طرح پیش آتے تھے بیشک اُن لوگوں نے پطرس مقدس کی پیروی کی تھی اور برادرانہ محبت اور اُس برادرانہ محبت پر الفت بڑھائی تھی حال میں جو حکام متعہد ہیں اُن میں سے اکثروں کی طبیعتیں اس کے برعکس ہیں کیا اُن کے غرور اور تکبر نے تمام ہندوستانیوں کو اُن کی آنکھوں میں ناچیز نہیں کر دیا ہے کیا اُن کی بدمزاجی اور بے پرائی نے ہندوستانیوں کے دل میں بیجا دہشت نہیں ڈالی ہے کیا ہماری گورنمنٹ کو نہیں معلوم ہے کہ بڑے سے بڑا ذیعزت ہندوستانی حکام سے لرزاں اور بیعزتی کے خوف سے ترساں نہ تھا اور کیا یہ بات چھپی ہوئی کہ ایک اشراف اہلکار صاحب کے سامنے مثل پڑھ رہا ہے اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر باتیں کرتا ہے اور صاحب کی بدمزاجی اور سخت کلامی بلکہ دشنام دہی سے دل میں روتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے افسوس روٹی اور کہیں نہیں ملتی۔ اس نوکری سے تو گھانس کھودنی بہتر ہے میں سب حکام پر تو یہ الزام نہیں لگاتا بیشک ایسے بھی حکام ہیں کہ اُن کی محبت اور اُن کے اخلاق اور اوصاف سب میں مشہور ہیں اور تمام ہندوستانی ان کو چاند اور سورج کی طرح پہچانتے ہیں اور اُن کو اگلے حکام کا نمونہ سمجھتے ہیں اور حقیقت میں وہ اسی نصیحت پر چلتے ہیں جو مسیح مقدس نے شمعون مقدس اور اندریا کو فرمائی تھی جب کہ وہ دریا میں مچھلیوں کے شکار کو جال ڈالتے تھے کہ میرے پیچھے چلے آؤ میں تم کو آدمیوں کا شکار کرنے والا بناؤنگا اُنھوں نے اپنی نیک خصلت سے رعایا کو اپنی محبت کے جال میں کھینچ لیا ہے اِن حاکموں نے اپنی حکومت کا رعب بھی رکھا ہے اور پھر بیجا غرور بھی رعایا کے ساتھ نہیں کیا اور وہی

پطرس خط ۲ باب ۱ ورس ۷

متی باب ۴ ورس ۱۹

متی باب ۴ ورس ۲۰

متی باب ۵ درس ۳

مبارک کی حاصل کی جو مسیح مقدس نے فرمائی تھی مبارک ہوے ہیں جو دل میں بے غرور ہیں۔ اس لئے کہ آسمان کی بادشاہت اُنہی کی ہے ان حاکموں نے اپنا علم انصاف و السبُ عایا کو جتایا اور زمین پر حکومت کی جیسا کہ یسوع مقدس نے فرمایا تھا مبارک وہ ہیں جو حلیم ہیں اس لئے کہ زمین کے وارث ہونگے ان حاکموں نے اپنی روشنی عیسٰی مسیح کے قول کے بموجب اسی طرح رعایا کو دکھائی کہ تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے ویسی چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے شکر کریں اس قسم کے حاکم اگرچہ کم تھے مگر جہاں تھے عزیز تھے

متی باب ۵ درس ۱۶

مسلمانوں کو یہ باتیں زیادہ ناگوار تھیں اور اس کا سبب

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم کے لوگوں کو ناگوار تھیں مگر مسلمانوں کو بہت زیادہ گراں گذرتی تھیں اس کا سبب بہت روشن ہے کہ صدہا سال سے مسلمان ہندوستان میں بھی باعزت چلے آتے ہیں ان کی طبیعت اور جبلت میں ایک غیرت ہے دل میں لالچ زر کی بہت کم ہے کسی لالچ سے عزت کا جانا نہیں چاہتے بہت تجربہ ہوا ہوگا کہ اور قوم میں جو باتیں بغیر رنج کے اُٹھا لیتے ہیں مسلمانوں کو اُس سے بھی ادنٰے بات کا اُٹھانا نہایت مشکل ہوتا تھا۔ ہم نے مانا کہ مسلمانوں میں یہ خصلتیں بہت بُری ہی سہی مگر مجبوری ہے خدا نے جو طبیعت بنائی ہے وہ بدلی نہیں جاتی اس میں مسلمانوں کی بدبختی سہی مگر کچھ قصور نہیں یہی رنج تھے جن کے باعث تمدل عملداری کو دل چاہتا تھا سرکار کے بخلاف خبریں سُن کر دل خوش ہوتا تھا مگر افسوس یہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو مسلمانوں کی بھلائی سے اغماض نہ تھا اُن کی لیاقت اور تعلیم اُن کا ادب سب پیش نظر تھا مگر یہ لوگ اس سے بے خبر تھے اور ہماری گورنمنٹ کا ارادہ اور دلی نیت حکام کے وسیلہ سے ظاہر نہیں ہوتا تھا

بہت [illegible] ترقی کا نہ ہو [illegible] بنک نے جو ترقی کی وکالی نہ تھی

اہل ہند علی الخصوص مسلمانوں کی ناراضی کا بڑا سبب یہ تھا کہ اعلٰے عہدجات پر ترقی بہت کم تھی۔ بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے کہ یہ لوگ تمام ہندوستان

ہیں معزز تھے۔بڑے بڑے عہدے پاتے تھے۔ان کا عزم اور ان کا
ارادہ اب بھی ویسا ہی تھا اُسی طرح اپنی قدر و منزلت کی ترقی چاہتے تھے
اور ظاہر میں کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ابتدائے عملداری سرکار میں جو لوگ
خاندانی اور معزز تھے وے منتخب ہو کر معزز عہدے پاتے تھے رفتہ رفتہ
یہ بات نہ رہی۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن لوگوں میں چنداں لیاقت
نہ تھی۔اس لئے امتحان کا قاعدہ ہماری رائے میں کسی طرح قابل الزام
نہیں اور نہ درحقیقت کسی کو اس کا رنج ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ امتحان
سے عمدہ اہلکار ہاتھ آئے مگر ایسے ایسے لوگ اِن معزز عہدوں پر متقرر ہو گئے
جو ہندوستانیوں کو آنکھوں میں نہایت بیقدر تھے سارٹیفکٹ ملنے میں
خاندانی اور ذی عزت ہونے کا بہت کم لحاظ رہا جس قدر ہندوستانیوں
کی ترقی لارڈ رپن صاحب بہادر نے کی اُس سے زیادہ پھر نہیں ہوئی
کچھ شک نہیں ہے کہ وہ ترقی بہ سبب قلت عہد جات کے نہایت ناکافی
تھی۔بڑے بڑے اعلیٰ حاکم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جیسی ترقی
ہندوستانیوں کی چاہیے تھی ویسی ہی نہیں ہوئی ✦

بادشاہانہ دربار کا نہ ہونا

اہل ہند کو قدیم عادت تھی کہ اپنے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوتے
تھے بادشاہ کی شان اور شوکت اور تجمل اور تحشیم دیکھ کر خوش ہوتے
تھے۔ایک قاعدہ جبلت انسانی میں پڑا ہے کہ اپنے بادشاہ اور مالک سے
ملکر دل خوش ہوتا ہے یہ بات جانتا ہے کہ یہ ہمارا بادشاہ اور ہمارا مالک ہے
ہم اس کے تابع اور رعیت ہیں۔علی الخصوص اہل ہند کو قدیم سے اِس کی عادت
پڑی ہوئی تھی جو اب مدت سے نایاب تھی۔نواب گورنر جنرل بہادر اگرچہ
دورہ میں دربار کرتے تھے مگر ہندوستانیوں کی مراد تک پورا نہ تھا۔

لارڈ آکلنڈ اور لارڈ الگن براصاحب بہادر تھے جو دربار کئے وہ بہت ہی مناسب تھے

لارڈ آکلنڈ اور لارڈ آلن براصاحب البتہ شاہانہ دربار کئے شاید ولایت میں
یہ طریقہ کچھ ناپسند ہوا ہو مگر حق یہ ہے کہ ہندوستان کے حالات کے نہایت
مناسب تھا بلکہ اب بھی جیسا چاہیئے تھا ویسا نہ ہوا تھا خدا ہمیشہ ہماری

ملکہ معظمہ وکٹوریا کا حافظ ہے خدا ہمیشہ ہمارے ناظم مملکت ہند نائب مناب ملکہ معظمہ اور گورنر جنرل بہادر ہندوستان کا حافظ ہے ہم کو امید ہے کہ اب کوئی آرزو اہل ہند کی بے پوری ہوئے باقی نہ رہیگی +

سچ ہے کہ حقیقی بادشاہت خدا تعالےٰ کو ہے جس نے تمام عالم کو پیدا کیا مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی حقیقی سلطنت کا نمونہ دنیا میں بادشاہوں کو پیدا کیا ہے۔ تاکہ اُس کے بندے اس نمونہ سے اپنے حقیقی بادشاہ کو پہچان کر اُس کا شکر ادا کریں۔ اس لئے بڑے بڑے حکیموں اور عقلمندوں نے یہ بات ٹھیرائی ہے کہ جیسا کہ اُس حقیقی بادشاہ کی خصلتیں داد و دہش اور بخشش اور مہربانی کی ہیں اُسی کا نمونہ ان مجازی بادشاہوں میں بھی چاہئے یہی بات ہے کہ جس کے سبب بڑے بڑے عقلمندوں نے بادشاہ کو ظل اللہ ٹھیرایا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جس طرح خداوند تعالےٰ کی بے انتہا بخشش اپنے تمام بندوں کے ساتھ ہے اُسی طرح بادشاہوں کی بخشش اور انعام اپنی ساری رعیت کے ساتھ چاہئے اگرچہ ابتدا میں یہ بات خیال میں آتی ہے کہ ذرا ذراسی بات میں انعام و اکرام دینا بیفائدہ خزانہ کا خالی کرنا ہے مگر یہ بات یوں نہیں بلکہ انعام اکرام سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ رعیت کو اپنے بادشاہ کی محبت بڑھتی ہے کلیہ قاعدہ ہے کہ الانسان عبید الاحسان اس لئے تمام رعیت اپنے بادشاہ کا انعام و اکرام دیکھ کر خواہ دلی محبت پیدا کرتی ہے اور اچھی اچھی خدمت گذاریوں اور خیرخواہیوں کا حوصلہ رکھتی ہے تاریخ کی کتابوں سے ظاہر ہے کہ اگلی عملداریوں میں یہ بات بہت رائج تھی۔ ہر ہر طرح سے انعام و اکرام رعایا کو اور سرداروں کو ملتا تھا۔ بڑے بڑے قیمتی خلعت اور عمدہ عمدہ تحفہ اور نقد روپیہ اور زمین جاگیر انعام میں ملتی تھی خاندانی آدمی خطاب پاتے تھے۔ ہم چشموں میں عزت پیدا کرتے تھے۔ اُن کے دل میں بڑے بڑے حوصلے ہوتے تھے اور ہندوستان کی رعایا اس بات کو بہت پسند کرتی تھی بلکہ صدہا سال سے اس کے عادی ہو رہے تھے ہماری

گورنمنٹ نے یہ سلسلہ بالکل دور کر دیا تھا کسی شخص کو رعیت میں سے اس قسم کے ظاہری انعام و اکرام کی توقع نہیں رہی تھی اور اسی باعث سے تبدیل عملداری کو اُن کا دل چاہتا تھا یہاں تک کہ جب کبھی ٹربل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ٹھیکہ ختم ہونے اور ملکہ معظمہ کی عملداری ہونے کی خبر سنتے تھے تو خوش ہوتے تھے اگلے بادشاہوں کے عہد میں انعام و اکرام دو قسم کا ہوتا تھا۔ ایک وہ جو بادشاہ اپنی عیاشی اور اپنی ناپسندیدہ خصلتوں کے پالنے میں خرچ کرتا تھا یہ بات درحقیقت ناپسندیدہ تھی اور ہندوستانی بھی اس کو ناپسند کرتے تھے بلکہ پاجیوں اور غیر مستحقوں کے انعام سے ناراض ہوتے تھے۔ دوسری قسم کا انعام وہ تھا جو بادشاہ اپنے خیر خواہ نوکروں اور فتح نصیب سرداروں اپنی رعیت کے علما اور صلحا اور فقرا اور شعرا اور خانہ نشینوں اور بے رزقوں کو دیتا تھا اس قسم کے انعام کی سب خواہش رکھتے ہیں اور اُسی کے نہ ہونے سے ناراض ہیں کہ ان باتوں سے رعایا کم ہمت اور آرام طلب ہو جاتی ہے اور محنت کش اور قوت بازو سے روٹی کمانے والے نہیں رہتے اس لئے بادشاہ کو اس قسم کے انعام سے قطع نظر کر کر دوسری قسم کا انعام یعنی آزادی دینا بہتر ہے تاکہ اُن کو خود روٹی کمانے کی گنجایش ملے۔ یہ بات سچ ہے مگر یہ انعام اُس وقت جاری ہو سکتا ہے جب کہ رعایا آسودہ اور تربیت یافتہ ہو نہ یہ کہ وحشی سیرتوں کے ناک میں سے نکیل نکال کر بے آب و گیا جنگل میں ہانک دیں کہ خود دانہ دپانی ڈھونڈ لو اُن کا انجام کیا ہوگا بجز اسکے کہ یا مر جاوینگے یا وہی وحشیوں کی سی حرکتیں کرینگے جس سے ہماری مراد ہندوستان کی یہ سرکشی ہے ◆

جس قدر اصلی سرکشی ہندوستان میں ہوئی اس سے زیادہ دکھائی دی

غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ معاملات کی اصلیت کو آنکھ سے چھپا دیتا ہے طبیعت انتقام اور سیاست کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے سچ ہے کہ جو واردا تیں ہندوستان میں ۱۸۵۷ء میں پیش آئیں اسی لایق تھیں کہ ہمارے حکام کو جس قدر غصہ آوے اور جس قدر انتقام اور سیاست کریں سب بجا ہے مگر ہندوستان

کے حالات پر غور کرنا چاہیئے کہ درحقیقت کس قدر سرکشی ہندوستان میں اصلی تھی اور کیوں اس قدر بڑھ گئی اور کیوں اس قدر دکھائی دی اور بدنصیب مسلمان کیوں زیادہ مفسد بعض اضلاع میں دکھائی دیئے غور کرنے کی بات ہے کہ صدہا سال سے عملداری ہندوستان میں تزلزل تھا۔ رعایائے ہندوستان کو یہ موروثی عادت تھی کہ جب کوئی امیر یا سردار یا بادشاہ زادہ قابو یافتہ ہوا اُس کے ساتھ ہزاروں آدمی جمع ہو گئے اُس کی نوکری کو اُس کی طرف سے عالی کو اُس کی طرف سے انتظام کو کسی طرح اپنا قصور نہیں سمجھتے تھے ہندوستان میں یہ ایک مثل مشہور ہے کہ نوکری پیشہ کا کیا قصور جس نے نوکر رکھا تنخواہ دی اُس کی نوکری کی۔ البتہ جب سردار اُٹھا یا جاوے اور اُس کی جگہ دوسرا سردار قایم ہو اُس کی اطاعت نہ کرنے کو قصور سمجھتے تھے۔ ہندوستان کے امیروں اور سرداروں کا علے الخصوص اُن کا جو قبل عملداری سرکار ہندوستان پر متسلط تھے اور جس کے سبب ہندوستان طوایف الملوک ہو رہا تھا یہی عادت تھی کہ ملازمین سیف اور قلم سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرتے تھے وہی عادت تمام ہندوستان کے لوگوں کو پڑی ہوئی تھی جب ہندوستان میں مفسدوں نے سر اُٹھایا اور لوگوں کو نوکر رکھنا چاہا ہزارہا آدمی جو روٹی سے محتاج اور نوکریوں کے خواہشمند تھے جا کر نوکر ہو۔ یہ سب کہتے تھے کہ ہمارا کیا قصور ہے ہم تو نوکری پیشہ ہیں عام رعایا میں سے بہت سے لوگ اُس اپنی قدیمی عادت سے کہ اب جو سردار ہے اُس کی اطاعت کریں ہم تو رعیت ہیں جو زبردست ہے اُس کے تابع ہیں باغیوں کے تابع ہو گئے۔ بہت سے اہلکاران سرکاری یہ سمجھ کہ باغیوں سے ظاہرداری کر کے جان بچا دیں اور جب سرکار کا تسلط ہو پھر سرکار کے تابع ہوں وہ بھی مجرم ہو گئے حالانکہ کچھ شک کا مقام نہیں ہے کہ وہ دل سے سرکار کے تابع تھے اکثر لوگوں اور اہلکاروں سے دفعتاً مجبوری خواہ نادانی خواہ بمقتضائے بشریت کوئی بات ہو گئی اُنہوں نے خیال کیا

کہ اب ہمارے اس قصور اتفاقیہ یا مجبورانہ یا جاہلانہ سے سرکار درگذر نہیں کرنے کی اور سزا دیگی اس خوف اور ڈر سے لاچار باغیوں کے ساتھ جا شامل ہوئے بہت سے آدمیوں نے درحقیقت کچھ نہیں کیا تھا مگر یہ خوف اور یہ سبب اور خیالات چند در چند باغیوں میں ملگئے بہت لوگوں نے اس زمانہ میں وہ باتیں کیں جن باتوں کو وہ لوگ اپنے ذہن امد اپنی سمجھ میں جرم مخالف سرکار نہیں سمجھتے اگر تمام ہندوستان کے حالات بغاوت پر نظر کی جاویگی تو ہم کو یقین ہے کہ دونو قومیں جو ہندوستان میں بستی ہیں برابر بلکہ ایک سے زیادہ ایک اور ایک سے زیادہ ایک اس فساد میں مفسد نظر پڑیگی اور اس کے اثبات پر تمام حالات ہندوستان کے گواہ موجود ہیں۔ مگر جن اضلاع میں مسلمان زیادہ تر مفسد دکھائی دیئے اس کا سبب صرف یہی نہیں خیال کرنا چاہئے کہ دلی کی سلطنت پر مسلمان بادشاہ نے دعوےٰ کیا تھا اور درحقیقت مسلمان اُسی قدر مفسد ہوئے تھے جیسا کہ نظر پڑے نہیں حکام کا مزاج دفعتاً اُن باتوں سے جو ظاہر میں مسلمانوں سے ہوئیں ناراض ہوگیا اُن کے مخالفوں کو بڑی گنجایش ہوگئی خودغرضانہ باتیں پیش کرنے کو تھوڑی بات کو بہت بڑھا کر کہا اودھر حکام کو زیادہ ناراضی ہوئی اُدھر مسلمانوں کو زیادہ تر خوف اور مایوسی ہوئی اور اپنی تقدیر سے جتنے تھے اُس سے زیادہ مفسد دکھائی دیئے اس میں کچھ شک نہیں کہ پانچویں قسم کی بغاوت مسلمانوں میں بہت تھی اور وہ تبدل عملداری کے خیال سے بہت خوش ہوتے تھے جس کا سبب ہر ایک مقام ہم بیان کرتے آئے ہیں بایںہمہ ہماری گورنمنٹ پر مخفی نہ ہوگا کہ اس حال پر بھی جاں بازی کی خیر خواہیاں اس ہنگامہ میں کس سے زیادہ ظہور میں آئی ہیں خدا کے آگے جس کو حقیقی بادشاہت ہے اور دنیا کے بادشاہوں کے آگے جن کو مجازی سلطنت خداوند نے عطا کی ہے سب گنہگار ہیں سچ فرمایا داؤد مقدس علیہ السلام نے کہ اے خداوند اپنے بندے سے حساب

زبور ۱۴۳ ادرس ۲

زبور ۱۵ درس ۱ و ۲

نہ لے کیونکہ کوئی جاندار تیرے حضور بیگناہ ٹھیر نہیں سکتا اے خدا اپنے کمال
کرم سے مجھ پر رحم کر اور اپنے رحموں کی فراوانی سے میرے گناہ مٹا دے
مجھے میری برائی سے خوب دھو اور مجھے میرے گناہ سے پاک کر آمین
خدا ہمیشہ ہماری ملکہ معظمہ وکٹوریا کا حافظ ہے میں بیان نہیں کر سکتا
خوبی اُس پُر رحم اشتہار کی جو ہماری ملکہ معظمہ نے جاری کیا بیشک
ہماری ملکہ معظمہ کے سر پر خدا کا ہاتھ ہے۔ بیشک یہ پُر رحم اشتہار الہام سے
جاری ہوا ہے ہندوستان کا بہت قدیم قاعدہ چلا آیا ہے۔ کہ جب
دار السلطنت پر کوئی بادشاہ خواہ ازروے استحقاق اور خواہ بغیر
استحقاق کے قایم ہوا سب سردار ملکوں کے اُس کی طرف رجوع کرتے
تھے اس ہنگامہ میں بھی یہی ہوا کہ جب دلی کا بادشاہ تخت پر بیٹھا اور
ملکوں میں خبر پہنچی کہ دلی کے بادشاہ نے تخت سنبھالا رسب نے
بادشاہ کی طرف رجوع کی۔ جب کہ دلی کا بادشاہ پکڑا گیا اور وہ
دار السلطنت ہماری گورنمنٹ کے قبضہ میں آیا سب کو یقین تھا کہ
جملہ مفسد جنہوں نے سر اُٹھایا ہے اطاعت کرینگے شاید فوج باغی کے
لوگ رہجاتے رہجاتے مگر یہ امر جو ظہور میں نہ آیا اس کا سبب لکھنا ہم
اپنی اس رسالے میں ضرور نہیں سمجھتے ❖

ملکہ معظمہ کا اشتہار نہایت قابل تعریف کے ہے بلکہ خدا کی الہام سے جاری ہوا ہے

اصل پنجم

بدانتظامی اور بے اہتمامی فوج

ہماری گورنمنٹ کا انتظام فوج ہمیشہ قابل اعتراض کے تھا فوج
انگلشیہ کی کمی ہمیشہ اعتراض کی جگہ تھی۔ جب کہ نادر شاہ نے خراسان
پر فتح پائی اور ایران اور افغانستان دو مختلف ملک اُس کے قبضہ میں
آئے اس نے برابر کی دو فوجیں آراستہ کیں ایک ایرانی قزلباشی دوسری
افغانی جب ایرانی فوج کچھ عدول حکمی کا ارادہ کرتی تو افغانی فوج اُس کے

پنجم بدانتظامی و بداہتمامی فوج

فوج انگلشیہ کی کمی

دبانے کو موجود تھی اور جب افغانی فوج سرتابی کرتی تو قزلباشی اُس کے تدارک کو موجود ہوتی۔ ہماری گورنمنٹ نے یہ کام ہندوستان میں نہیں کیا ہم نے مانا کہ ہندوستانی فوج سرکار کی بڑی تابعدار اور خیرخواہ اور جاں نثار تھی مگر یہ کہاں سے عہد ہو گیا تھا کہ کبھی اس فوج کی خلاف مرضی حکم نہ ہوگا اور کسی حکم سے یہ فوج آزردہ خاطر نہ ہوگی پھر درصورت ناراض ہوجانے اس فوج کے جیسا کہ ہوا کیا راہ رکھنی تھی ہماری گورنمنٹ نے جس سے اُس تمردی کا رفع دفع فی الفور ہو سکتا ۔

یہ بات سچ ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے ہندو مسلمان دونوں قوموں کو جو آپس میں مخالف ہیں نوکر رکھا تھا مگر بسبب مخلوط ہو جانے ان دونوں قوموں کے ہر ایک پلٹن میں یہ تفرقہ نہ رہا تھا ظاہر ہے کہ ایک پلٹن کے جتنے نوکر ہیں اُن میں بسبب ایک جا رہنے کے اور ایک لڑی میں مرتب ہونے کے آپس میں اتحاد اور ارتباط برادرانہ ہوتا جاتا تھا ایک پلٹن کے سپاہی اپنے آپ کو ایک برادری سمجھتے تھے اور اسی سبب سے ہندو مسلمان کی تمیز نہ تھی دونوں قومیں آپس میں اپنے آپ کو بھائی سمجھتی تھیں اُس پلٹن کے آدمی جو کچھ کرتے تھے سب اُس میں شریک ہوجاتے تھے ایک دوسرے کا حامی اور مددگار ہوجاتا تھا اگر انہیں دونوں قوموں کی پلٹنیں اس طرح پر آراستہ ہوتیں کہ ایک پلٹن نری ہندوؤں کی ہوتی۔ جس میں کوئی مسلمان نہ ہوتا اور ایک پلٹن نری مسلمانوں کی ہوتی جس میں کوئی ہندو نہ ہوتا تو یہ آپس کا اتحاد اور برادری نہ ہونے پاتی اور وہی تفرقہ قایم رہتا اور میں خیال کرتا ہوں کہ شاید مسلمان پلٹنوں کو کارتوس جدید کاٹنے میں بھی کچھ عذر نہ ہوتا ۔

مسلمانوں اور ہندؤں کو مخلوط کرکر پلٹنوں میں نوکر رکھنا

فوج انگلشیہ کے کم ہونے سے رعایا کو بھی جو کچھ خوف تھا وہ صرف ہندوستانی ہی فوج کا تھا علاوہ اس کے ہندوستانی فوج کو بھی بڑا [illegible] غرور تھا وہ اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتے تھے فوج انگلشیہ کی کچھ حقیقت نہیں

اگر مسلمانوں کی جدا پلٹن ہوتی تو شاید مسلمانوں کو کارتوس کاٹنے میں عذر نہ ہوتا

سمجھتے تھے تمام ہندوستان کی فتوحات صرف اپنی تلوار کے زور سے جانتے تھے اُن کا یہ قول تھا کہ برہا سے لے کر کابل تک ہم نے سرکار کو فتح کر دیا ہے علے الخصوص پنجاب کی فتح کے بعد ہندوستانی فوج کا غرور بہت زیادہ ہو گیا تھا اب ان کے غرور نے یہاں تک نوبت پہنچائی تھی کہ ادنے ادنے بات پر تکرار کرنے پر مستعد تھے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ فوج کے غرور اور تکبر کی یہاں نوبت پہنچی تھی کہ کچھ عجب نہ تھا کہ وہ کوچ اور مقام پر بھی تکرار کرنے لگتی +

فوج ہندوستانی کا نہایت مغرور ہو جانا اور اسکو سبب

ایسے وقت میں کہ جب فوج کا یہ حال تھا اور اُن کے سر غرور و تکبر سے بھرے ہوئے تھے اور دل میں یہ جانتے تھے کہ جس بات پر ہم اڑینگے اور تکرار کرینگے خواہ نخواہ سرکار کو ماننا پڑیگا اُن کو نئے کارتوس دئیے گئے جس میں وہ یقین سمجھتے تھے کہ چربی کا میل ہے اور اس کے استعمال سے ہمارا دھرم جاتا رہیگا اُنہوں نے اس کے کاٹنے سے انکار کیا۔ جب بارک پور کی پلٹن اس جرم میں موقوف ہوگئی اور حکم سُنایا گیا تو تمام فوج نہایت رنجیدہ ہوئی۔ کیونکہ وہ یوں سمجھتے تھے کہ بہ سبب تخلل مذہب کی بارک پور کی پلٹن کا کچھ قصور نہ تھا وہ محض بے قصور اور صرف سرکار کی ناانصافی سے موقوف ہوئی ہے تمام فوج نہایت رنجیدہ تھی کہ ہم نے سرکار کے ساتھ رفاقتیں کیں اپنے سر کٹائے سرکار کو ملک در ملک فتح کر دئیے اور سرکار ہمارے مذہب لینے کے درپے ہوئی اور واجبی بات پر موقوف کر دیا اُس وقت کچھ فساد نہ ہوا۔ کیونکہ فوج پر بجز موقوفی کے اور کچھ جبر نہ ہوا تھا۔ مگر تمام فوج کے دل میں کچھ تو بہ سبب یقین ہونے چربی کارتوس میں اور کچھ بہ سبب رنج موقوفی پلٹن بارکپور کے اور سب سے زیادہ بہ سبب غرور اور خود بینی اور اس خیال سے کہ جو کچھ ہیں ہمیں ہیں مصمم ارادہ ہو گیا کہ ہم میں سے کوئی بھی کارتوس نہیں کاٹنے کا اس میں کچھ ہی ہو جائے بلا شبہ بعد واقع بارک پور آپس میں فوجوں کی خط و کتابت ہوئی پیغام آئے کہ کارتوس

جنوری ۱۸۵۷ء کے بعد فوج میں صلاح اور پیغام ہونے کہ کارتوس کاٹینگے

جدید کوئی نہ کاٹے اب تک تمام فوج کے دل میں ناراضی اور غصہ تو ہے مگر میری رائے میں ابھی تک کچھ فساد آمادہ نہیں +

دفعتاً تقدیر سے کمبخت مئی ۱۸۵۷ء کی آگئی میرٹھ میں سپاہ کو بہت سخت سزا دیگئی جس کو ہر ایک عقلمند بہت برا اور ناپسند جانتا ہے اس سزا کا رنج جو کچھ فوج کے دل پر گذرا بیان سے باہر ہے وہ اپنی تمغوں کو یاد کرتے تھے اور بجائے اُس کے بیڑیوں اور ہتکڑیوں کو پہنے ہوئے دیکھ کر روتے تھے وہ اپنی وفاداریوں کا خیال کرتے تھے اور پھر اُس کے صلہ میں جو ان کو انعام ملا تھا دیکھتے تھے اور علاوہ اُس کے اُن کا دلی نہاں غرور جو اُن کے سر میں تھا اور جس کے سبب وہ اپنے تئیں ایک بہت ہی بڑا سمجھتے تھے اُن کو زیادہ رنج دیتا تھا - پھر سب فوج مقیم میرٹھ کو یقین ہو گیا کہ یا ہم کو کارتوس کاٹنا پڑیگا یا یہی دن نصیب ہوگا اُسی رنج اور غصہ کی حالت میں دسویں مئی کو فوج سے وہ حرکت سرزد ہوئی کہ شاید اُس کا نظیر بھی کسی تاریخ میں نہیں ملنے کا اُس فوج کو کیا چارہ رہا تھا اس حرکت کے بعد بجز اس کے کہ جہاں تک ہو سکے مفسدے پورے کرے +

جہاں جہاں فوج میں یہ خبر پہنچی تمام فوج زیادہ تر رنجیدہ ہوئی میرٹھ کی فوج سے جو حرکت ہوئی تھی اُس سے تمام ہندوستانی فوج نے یقین جان لیا تھا کہ اب سرکار کو ہندوستانی فوج کا اعتبار نہ رہا سرکار وقت پا کر سب کو سزا دیگی اور اُس سبب سے تمام فوج کو اپنے افسروں کے فعل اور قول کا اعتبار اور اعتماد نہ تھا - سب آپس میں کہتے تھے کہ اس وقت تو یہ ایسی باتیں ہیں جب وقت نکل جاویگا تو یہ سب آنکھیں بدل لینگے - میں بہت معتبر بات کہتا ہوں کہ دلی میں جو فوج باغی جمع تھی اُس میں سے ہزاروں آدمیوں کو اس بیجا حرکت اور بیفائدہ بغاوت کا رنج تھا وہ روتے اور کہتے تھے کہ ہماری قسمت نے یہ کام ہم سے کروایا پھر بہت افسوس سے کہتے تھے کہ اگر ہم نہ کرتے تو کیا کرتے ایک نہ ایک دن سرکار ہم کو تباہ

میرٹھ میں سزائے نامناسب کا ہونا اور سبب رنج اور غرور کے فوج کی سرکشی کرنا +

بعد فساد میرٹھ کے فوج کو گورنمنٹ کا اعتبار نہ رہنا +

کردیتی۔ کیونکہ سرکار کو اب ہندوستانی فوج پر اعتماد نہیں رہا تھا وہ قابو کا وقت جب پاتے ہم کو تباہ کر دیتے۔ ابتدائے غدر میں جب کہ یہ ہنڈن پر فوج کشی کا ارادہ ہوا ہے ہنوز فوج روانہ نہ ہوئی تھی کہ بعضے آدمیوں کی صاف رائے تھی کہ جس وقت دلی پر فوج سے لڑائی شروع ہوئی بلا شبہ تمام ہندوستانی فوج بگڑ جاویگی۔ چنانچہ یہی ہوا سبب اس کا یہی تھا کہ فوج سے لڑائی شروع ہونے کے بعد ممکن نہ تھا کہ باقی فوج سرکار سے مطمئن رہتی وہ ضرور سمجھتے تھے کہ جب ہمارے بھائی بندوں کو مار لینگے تب ہم پر متوجہ ہونگے۔ اس لئے سب نے فساد پر کمر باندھ لی اور بگڑتے گئے جن کے دل میں فساد نہ تھا وہ بھی بسبب شامل ہونے فوج کے اُس جتھے سے الگ نہ ہو سکے۔ ہندوستانی رعایا جانتی تھی کہ سرکار کے پاس جو کچھ ہے وہ ہندوستانی فوج ہے جب تمام فوج کا بگڑنا مشہور ہو گیا۔ سب نے سر اُٹھایا عملداری کا ڈر دلوں سے جاتا رہا اور سب جگہ فساد برپا ہو گیا ٭

پنجاب میں سرکشی نہ ہونیکا سبب

اب ہماری اس رائے کو پنجاب کے حالات پر تولو پنجاب کے مسلمان بہت ستم رسیدہ تھے سکھوں کے ہاتھ سے سرکاری عملداری سے اُن کا چنداں نقصان نہ ہوا تھا۔ سرکار نے پنجاب میں ابتدائے عملداری میں بہت تشدد کیا تھا اور اب دن بدن رفاہ کرتی جاتی تھی۔ برخلاف ہندوستان کے کہ یہاں معاملہ بالعکس تھا۔ ابتدائے عملداری میں تمام ملک کے ہتھیار لئے گئے کسی کو قابو فساد کا نہ رہا تھا۔ اگرچہ وہ تمول سکھوں کو جو پہلے تھا نہ رہا تھا مگر اُن کا کمایا ہوا روپیہ جو اُن کے پاس جمع تھا ابھی خرچ نہ ہو چکا تھا اور وہ مفلسی جو ہندوستان میں تھی وہاں ابھی نہیں آئی تھی اس کے سوا تین سبب اور بہت قوی تھے جو پنجاب نہ بگڑا :-

اول یہ کہ فوج انگلشیہ وہاں موجود تھی ۔

دوسرے یہ کہ وہاں کے حکام کی ہوشیاری سے دفعتاً بے خبری میں ہندوستانی فوج کے ہتھیار لے لئے گئے ۔ بسبب طغیانی اور کثرت سے واقع ہونے دریاؤں اور بند ہو جانے گھاٹوں کے ہندوستانی فوج بے قابو ہو گئی فوج کا فساد برپا نہ ہو سکا ۔

تیسرے یہ کہ تمام سکھ اور پنجابی اور پٹھان جن سے احتمال فساد تھا سرکار میں نوکر ہو گئے اور لوٹ کا لالچ اُس پر مزید تھا جو بات رعایائے ہندوستان اور روزگار پیشہ کو باغیوں کے ہاں بمشکل اور بذلت حاصل ہوتی تھی وہ اہل پنجاب کو سرکار کے ہاں بعزت و بلا دقت نصیب تھا پھر حالات پنجاب کے ہندوستان کے حالات سے بالکل مخالف تھے ۔

نقل اشتہار

درین نزدیکی بسمع مبارک نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر بنگال چنان رسیدہ کہ بعضے اشخاص از راہ تعصب و نادانی محض برائے حیرانی و پریشانی جمہور خلایق چند سخنان بے اصل و نالایق متعلق بمذہب و ملت و رسم و طریقت ہنود و مسلمانان چناں مشہور و اعلان کردہ اند کہ باستماع خطرات پرخطر در دل مردمان جا کردہ جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر را بسیار حیرت و حسرت است کہ سکنہ ایں ملک حقیقت حال را دریافت نہ کردہ صرف با فساد مفسدان چرا خود را زیر بار تشویش میکنند لاجرم بذریعہ اشتہار عام حقیقت نفس الامری اختراعات کہ بگوش حقیقت نیوش نواب محتشم الیہ درآمدہ مشتہر کردہ می شود تا کافۂ انام بر حقیقت حال وارسند و بہ یقین معلوم نمایند کہ سرکار بہادر را نوعے در ملت و مذہب و طریق و رسم و راہ رعایا مداخلت و مزاحمت نیست و آیندہ را نیز نخواہد بود بلکہ حفاظت جان و مال و عزت حرمت ایشان پیش نہاد است و مساعی جمیلہ در ینباب بکار مے آید و آمدنی است ؀

اول اینکہ بعضے پادریان کلکتہ بطریق طریقہ و وظیفہ معمولی خود افراد سوال دربارہ مذہب و ملت بطریق مناظرہ و مباحثہ چاپ کردہ ملفوف بلفافہا عموماً پیش ہندوستانیان فرستادہ و آنہا از غلط فہمی خود انگاشتند کہ آنچنان مضامین باشارہ سرکار ابد پائدار بظہور رسیدہ حالانکہ سرکار بہادر را ازاں ہیچگونہ اطلاعے و آگاہی نیست و نیز ہرگز و ہر آئینہ شان سرکار عالی اقتدار چناں نبودہ کہ ترغیب و تحریص کسے از رعایا بسوے ملت و دین خود فرماید چہ ظاہر است کہ رعایاے ایں ملک ہر قسم مردم اند و ملت و مذہب و کیش و آئین جداگانہ میدارند و رقبۂ ایشاں تحت ربقۂ اقتدار سرکار والا اقتدار است و نظر لطف و کرم بر حال آنہا

مسلوی ویکسان است باوجود امتداد مدت سلطنت سرکار ابد پائدار
ہیچ وقتے مزاحمت، تعرض کیش وملت کدامی اہل اسلام ودیگر مذہب
بعمل نیامدہ پادری صاحبان ایں قسم امور از طرف خود اجرامی کنند وانہمہ
گویا لوازمہ عادات معمولی شاں است چنانکہ مسلمانان وہنود ان درمساجد
معابد وعظ ونصائح می کنند واظہار وابراز امورات شرعی وترغیب یطاعت
واجتناب از نواحی می سازند واگر تامل کردہ شود صاف واضح شود کہ
ایں معنی سخنے نو وامرے جدید نیست بلکہ طریق مناظرہ ومباحثہ درمیان
علمائے مختلف المذاہب ہموارہ جاری است وازیںجا امورات سرکار
بہادر را ہیچ علاقہ نیست ٭

دوم اینکہ در بعض اخبار اخبار کردہ ودر عوام نیز شہرت یافتہ است
کہ بالفعل از طرف سرکار آنچناں قوانین جاری شدنی ست کہ ازاں رسم
تعزیہ داری ومراسم ختنہ وپردہ نشینی زنان شرفا وغیرہ احکامات شرع و
شاستر برافتند ویکسر موقوف گردد حالانکہ اینہم غلط است وافترائے محض
سرکار بہادر را در راہ ورسم وکیش ومذہب کدامی کس دست اندازی منظور
نیست بلکہ اینمعنی برخلاف طریقہ رعیت پروری کہ سجیہ مرضیہ سرکار بہادر
است بودہ است ٭

سیوم اینکہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیلخانہ بعضے ضلاع بلا اطلاع وواقفیت
سرکار والا اقتدار حکم شنیدہ گرفتن ظروف اکل وشرب از قیدیاں
بخیال وتصور تفرقہ وامتیاز در مصایب قید وراحت خانہ صادر کردہ بود
لیکن سرکار بہادر را معلوم گردید کہ ایں امر نقصانے است در مذہب آنہا
واز لاعلمی منتظم جیلخانہ آنچناں حکم صادر گردیدہ علی الفور بذریعہ ڈاک
برقی حکم محکم موقوفی آں صادر گشت ٭

چہارم اینکہ بسمع معدلت مجتمع درآمد کہ سکنۂ ایں مملکت بنائے اکول
واسباب علوم وتحصیل فنون وترویج زبان انگریزی را اسباب تبدیل

ملت و تخریب بنائے دین و مذہب پندارند و از ینجا است کہ بسیار از مردمان
در تحصیل علم و تکمیل فنون تعلل و تہاون می کنند و بعض اشخاص بفرستادن
اطفال در اسکول مضایقہ می دارند ظاہراً منشاے آں جز نافہمی و بیدانشی
نیست والا اصل این است کہ ہرگاہ بحضور سرکار والا اقتدار متحقق گردید
کہ رعایاے این مملکت بہ سبب بے علمی و بے ہنری از طریقہ کسب معاش
چناں بے خبر اند کہ از اوقات گذاری خود ہا با راحت و آسایش معذور
اند۔ لاجرم بحکم والاے جناب ملکہ انگلستان کہ از راہ تفضلات خسروانہ
بہ مدد و رعایت براے تعلیم و تربیت آنہا باہتمام تمام و صرف مالاکلام در
ہر یک اضلاع و امصار مدارس اسکول و کالج بنا گردید و در ہر ضلع صاحبان
بعہدہ انسپکٹری و بہ نیابت شاں متعدد ہندوستانی براے طریقہ
تربیت معین گشتند و براے درس و تدریس و تعلیم کسب علوم و فنون
زبان انگریزی وغیرہ آں تاکید مزید شد تا باشندگان این ملک عموماً
از جہل و بے دانشی وارستہ بہ تحصیل علم و دانش بخوبی تحصیل معاش نمایند
و از تنگناے تنگی و عسرت برآمدہ با مسرت و عشرت صرف اوقات
خود ہا نمایند۔

مخفی نیست کہ باشندگان ملک یورپ یعنی ولایت انگلشیہ باعث
تحصیل علوم ہر گونہ امورات را از رسائی عقل رساے خود بخوبیہا بہ تمام
انجام میدہند۔ بخلاف اہالی این دیار کہ باعث بے علمی و بیدانشی بے سلیقہ
محض اند اگر علم و ہنر و فہم و دانش درمیان شائع گردد ہر یکے لوازمۂ آسایش و
آرام را جامع شود و تشریف شاہی را کماہی نذر یافتن و نیکی را بجاے خود
حمل نہ کردن چہ قدر افسوس و حسرت است کہ بشرح نمی آید جناب لفٹنٹ گورنر بہادر
چناں قیاس میفرمایند کہ بناے اینہمہ خیالات فاسدہ براہ غلط فہمی است
نہ از روے تعصب و بدباطنی باید دانست کہ غرض سرکار بہ تربیت و تعلیم انگریزی
آں نیست کہ حرفے بر دین و آئین شاں در آید بلکہ ہر کس مجاز است کہ ہر علم و

هنر که مرغوب و مطبوع باشد و باعث فائده دانند به تحصیل آن پردازند مگر اینهم دانستنی است
که بفعل زبان انگریزی کتب و رسائل هر فن موجود است و همیشه تجربه‌هاے مجدد
واختراعات نو بنو بروے کار می آیند که زبان دیگر حاصل نیست و
زبان انگریزی زبان والی ملک و صاحب سلطنت است و در عدالتها
باعث افهام و تفهیم عوام زبان مروجه این ملک جاری ست درین صورت
تحصیل و تکمیل زبان انگریزی و اردو و بنگله از براے حصول معاش و
ترقیات حرمت و عزت و اقبال بلاشک است و از واجبات است ◆

مخفی مباد که از انجاکه نواب معلے القاب لفٹننٹ گورنر بهادر احوال
این دیار را بچشم خود دیده و از اکثر اشخاص شنیده همت والا نهمت محتشم الیه
بفکر درستی اوضاع باشندگان این ملک و بجا طریق تعلیم و تربیت
و آرام و آسایش و در حفظ عزت و حرمت هریک عموماً مصروف است و از
نهایت مهربانی و دلسوزی اصلاح حال شرفا و نجبا و زمینداران و رعایان
خصوصاً مد نظر است ◆

لهذا اشتهار داده می آید که همگنان سکنه این ملک بر نیک نیتی
و بلند همتی سرکار والا اقتدار واقف و مطلع بوده شکر خدا بجا آرند و باطمینان
تمام اوقات خود ها بسر کرده بدعاے دوام دولت ابد مدت سرکار دولتمدار
مصروف باشند ◆

الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرۃ المحمدیہ

یعنی وہ دلچسپ کتاب جس میں مرحوم سرسید نے تاریخ عرب اور پاک اسلام کی مذہبی تاریخ کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے اور عیسائی مورخوں کے بیجا اعتراضات کے جواب جو پاک مذہب اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور قرآن کریم پر کئے گئے تھے ایسے تسلی بخش اور سچے دندان شکن دیئے ہیں جو قابل دید ہیں۔ درحقیقت اس مرحوم و مغفور نے اس کتاب کی تصنیف سے مذہب پاک اسلام کی وہ خدمت کی ہے جو ہر طرح قابل تعریف و تحسین ہے اور ممکن نہیں کہ اس دلسوزی کے ساتھ کوئی اور صاحب ایسی بے بہا کتاب تصنیف کرے اور لطف یہ کہ نہایت اعلےٰ درجہ کی صاف زبان اُردو میں۔ جو مسلمان کہ سچے دل سے قوم اسلام کے ہمدرد اور ترقی خواہ اور اسلام سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا فرض ہے کہ اس بے بہا کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ مسلمان جو عربی زبان کی عدم واقفیت ہونے کے علاوہ انگریزی فلسفہ پر کتاب میں نہایت مدلل اور مفید نو بحثیں دیکھینگے۔ اگرچہ اس کتاب میں ۱۲۶ ہم مختصر طور پر تھوڑے سے مضامین کی فہرست ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ باچہ اور بارہ خطبے شامل ہیں:۔

دیباچہ میں یہ بحثیں ہیں۔ مذہب کیا چیز ہے سچے مذہب کے پرکھنے کا سچا اصول کیا ہے اسلام صحیح طور پر کن احکام کا مجموعہ ہے۔ اُن کتابوں پر بحث جو عیسائی اور مسلمانوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات پر لکھی۔ سرولیم میور کی کتاب **لائف آف محمد** کا ذکر جس کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی۔

خطبۂ اول ۔ عرب کا جغرافیہ۔ عرب کے قبائل اور سلاطین پر محققانہ بحث۔ لفظ سارسن کی تحقیق۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات پر محققانہ بحثیں حضرت ہاجرہ کی حریت پر بحث۔

خطبۂ دوم ۔ عرب جاہلیت کی رسوم و عادات۔ بت پرستی حجر اسود اور خانہ کعبہ کا ذکر حج زمانہ جاہلیت میں۔ رسوم ازدواج۔

خطبۂ سوم ۔ عرب جاہلیت کے ادیان پر بحث نہایت تفصیل سے اسلام کی مناسبت دیگر الہامی مذاہب سے۔

خطبۂ چہارم ۔ اسلام انسان کے لئے رحمت اور تمام انبیاء کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام انسانی تمدن کے موافق ہے۔ کثرت ازدواج طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ پہنچا۔

خطبۂ پنجم ۔ مسلمانوں کی مذہبی کتابوں پر محققانہ بحث۔

خطبۂ ششم ۔ مذہبی روایتوں کے معتبر اور غیر معتبر ہونے پر مدلل بحث۔

خطبۂ ہفتم ۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور نزول پر بحثیں۔

خطبۂ ہشتم ۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔

خطبۂ نہم ۔ آنحضرت کے نسب نامہ پر محققانہ بحث۔ شجرۂ نسب آنحضرت مع شجرہ نسب مصنف کتاب۔

خطبۂ دہم ۔ بشارات نسبت آنحضرت کے جو توریت میں ہیں۔

خطبۂ یازدہم ۔ روایات شق صدر اور معراج کی تحقیق۔

خطبۂ دوازدہم ۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کے حالات۔

اس کتاب کے شروع میں سرسید مرحوم کی رنگین عکسی تصویر ہے یہ کتاب نہایت خوشخط اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کیگئی ہے۔

قیمت مجلد [illegible] **قیمت بلاجلد** [illegible]

احکام طعام اہل کتاب

مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے اسلامی احکام۔ اس میں سر سید مرحوم نے نہایت معتبر احادیث اور قرآن پاک کی آیات جمع کر کے اس پر بحث کی ہے۔ نہایت خوبی سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس معاملہ میں کیا تعلیم دی ہے ۔/۶

النظر فی بعض مسائل الامام الہمام ابو حامد امام محمد الغزالیؒ

اس کتاب میں آٹھ رسالے شامل ہیں۔ جن میں امام غزالی علیہ الرحمۃ کے بعض مضامین پر محققانہ بحث کی گئی ہے جو ان کی کتاب "المضنون بہ علی غیر اہلہ" "المضنون بہ علی اہلہ" "المنقذ من الضلال" "الاقتصاد فی الاعتقاد" "التفرقہ بین الاسلام والزندقہ" وغیرہ سے لئے گئے۔ پہلے رسالہ میں خدا کی ذات پر بحث ہے۔ دوسرے رسالہ میں امام صاحب کی وارداتِ قلبی کا [illegible] تیسرے رسالہ میں فلاسفہ کی اقسام اور ان کے علوم پر بحث کی گئی ہے۔ چوتھے رسالہ میں [illegible] میں لوح قلم کے معنوں کا بیان ہے۔ چھٹے رسالہ میں صراط اور میزان کے معنوں پر بحث ہے۔ [illegible] شیاطین کی حقیقت پر بحث ہے۔ آٹھویں رسالہ میں امام صاحب کے رسالہ التفرقہ بین الاسلام والزندقہ [illegible] ہے جس میں اس پر بحث کی گئی ہے کہ کن باتوں سے تکفیر ہو سکتی ہے اور کن باتوں سے نہیں + قیمت ۔/۸

فضائل الانام من رسائل حجۃ الاسلام

یعنی مکاتبات حضرت امام محمد الغزالی علیہ الرحمۃ جو ان کی وفات کے بعد امام صاحب کے پوتے نے فارسی زبان میں جمع کئے اور جن کو سر سید مرحوم نے نہایت کوشش سے ترتیب دیا اور صحت کے ساتھ مرتب کیا۔ [illegible] مقامات پر نہایت دلچسپ بحث بھی کی۔ قیمت ۔/۹

تحریر فی قصۃ اصحاب الکہف والرقیم

اس رسالہ میں اصحاب کہف کے قصہ پر جو قرآن مجید میں ہے نہایت متانت اور تہذیب کے ساتھ محققانہ بحث کی گئی ہے قیمت ۔/۵

الدعاء والاستجابۃ

اس رسالہ میں دعا اور اس کے مقبول ہونے کی حقیقت بیان کی گئی ہے اور قرآن شریف سے تمام آیتیں یکجا جمع کر دی گئی ہیں محققانہ بحث ہے + قیمت ۔/۲

لکچر اسلام

سر سید احمد خاں صاحب کا لکچر اسلام کی نسبت قیمت ۔/۱

المشتہر

خاکسار فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور